

قسط 3

مرحہ اور ماریا کو گاڑی میں انکی مرضی سے چھوڑ کر حوریہ زارا ارحا اور عمیر بیکری میں ساتھ داخل ہوئے جنکو دیکھ کر کاؤنٹر پر بیٹھا شخص بھی انکی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔

حوریہ اور زارا کیس کے فریزر کی جانب بڑھ کر انکا معائنہ کرنے لگیں ارحا کاؤنٹر کے قریب کھڑی باقی چیزوں کو سرسری سا دیکھ رہی تھی بیکری شوپ کافی بڑی اور خوبصورت طرز کی تھی آس پاس میٹھی چیزوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی سردی کے باعث اے سی آف تھے عمیر بھی ادھر ادھر گھومتا تمام چیزوں پر اور انکی قیمت پر نگاہ ڈالتا ٹائم پاس کرنے کی کوشش کر رہا تھا وقتاً فوقتاً وہ ارحا پر بھی نظر ڈال لیتا جو اس سے بے نیاز چاکلیٹس کے پیکیٹس کی قیمت پڑھنے میں مگن تھی۔۔

خوشخبری رائلٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

اللہ اللہ کر کے حوریہ کو ایک سفید اور نیلے رنگ کا کیک پسند آیا اس پر بنے سرخ رنگ کے پھول اسکو مزید خوبصورت بنا رہے تھے۔۔ حوریہ نے کیک پر ویلکم بھائی لکھواتے پیک کروایا اور اسکی قیمت ادا کرتی شوپ سے باہر نکل گئی البتہ ارحا اور زارا کچھ مختلف قسم کی چاکلیٹس خریدنے میں مصروف تھیں۔۔۔ عمیر انکو وہیں چھوڑتا حوریہ کے پیچھے باہر نکلا تو

حوریہ شوپ کے دروازے کے پاس ہی دھوپ میں کھڑی سب کا ویٹ کر رہی تھی لوگ جتنا گرمیوں میں سورج کو ناپسند کرتے ہیں سردیوں میں سورج ایک نعمت لگتا ہے۔۔۔

"تم یہاں دھوپ میں کیوں کھڑی ہو مُنی کالی ہو جاؤ گی۔۔"

عمیر کی بات سنتے حوریہ نے اسے منی کہنے پر گھورا مگر پھر اسکی بات کا مطلب اخذ کرتے اسنے اُسے ایسے دیکھا کہ شاید وہ کوئی اور مخلوق ہے جسکو دسمبر کے آخر میں پڑنے والی ٹھنڈ محسوس نہیں ہو رہی اور وہ اس سورج کی چند کرنوں میں کھڑے ہونے پر کالے ہو جانے کی بات کر رہا ہے۔۔

"حوریہ آپ آپکو اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپکو پتا ہے اس وقت آپ اک ایسے شخص کے سامنے کھڑی ہیں جو سردی کے موسم ہونے کے باوجود دھوپ میں کھڑا ہونا پسند نہیں کرتے انہیں لگتا ہے انکا رنگ جل رہا ہے اور اس رنگ کو دیکھ کر انکا خون جلتا ہے۔۔۔"

ارحاجسنے شوپ سے باہر آتے ہوئے عمیر کی بات سن لی تھی۔۔ اسنے طنز کا تیر پھینکنا اپنا فرض سمجھا۔۔

(یارر اسنے واقعی میری بات سن لی تھی۔۔ شٹ..!)

عمیر دل ہی دل میں سوچتے اب حوریہ کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔
ارحاجکی بات پہلے تو حوریہ نے سنجیدگی سے سنی مگر پھر عمیر کی جانب دیکھتے اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا شوپ سے چاکلیٹس کا پیکٹ ہاتھ میں لئے باہر آتی زارانی اسے ایسے ہنستے ہوئے دیکھا تو استفسار کیا۔۔

"کیا ہو گیا بھی اتنی ہنسی کونسی بات کی ہے.."

اسکے پوچھنے پر حوریہ نے اسکا ہاتھ پکڑا اور گاڑی کی جانب چل دی۔۔

"روکو راستے میں بتاتی ہوں پھر ساتھ میں ہنسنے گیں۔۔"

اسکی بات کا جواب دیتی وہ اسکو لے کر آگے کی جانب بڑھ گئی۔۔

"آپ بھی اس طرح سے طنز کر سکتی ہیں میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا آپ کو بھی ان تینوں کا رنگ چڑھ رہا ہے۔۔"

عمیر نے لبوں پر مسکراہٹ سجائے ارحا کو مخاطب کیا جو گاڑی کی جانب بڑھنے ہی والی تھی مگر پھر اسکی کہی بات پر رک گئی۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے کسی کا کوئی رنگ نہیں چڑھا میں جیسی تھی ویسی ہی ہوں کبھی کبھی میں بھی مزاق کر لیتی ہوں آپ نے مجھے شاید کچھ زیادہ بورنگ سمجھ لیا ہے۔۔"

اسکے جواب پر عمیر نے اثبات میں سر ہلایا پھر گویا ہوا۔

"اوہ مطلب آپ بھی مزاق کرتی ہیں یہ تو اچھا ہے مگر کیا آپکا اور میرا مزاق ہے۔۔؟"

اسکے سوال پر ارحا کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے اسے لگا واقعی اسکا عمیر سے کوئی مزاق نہیں ہے اسے نہیں بولنا چاہیے تھا وہ سب۔۔ عمیر نے اسکو غلط مطلب اخذ کرتے دیکھا تو جلدی سے اپنی بات مکمل کی۔۔

"میرا مطلب ہے کہ اگر آپکا اور میرا مزاق ہے تو اب سے میں بھی کیا کروں گا۔۔ اس کام میں تو میں ایکسپٹ ہوں۔۔"

اسکی بات پر ارحا کو لگا اسکا اٹکا ہوا سانس واپس آیا ہے۔۔۔

"نہیں آپکا اور میرا کوئی مزاق نہیں ہے اور ویسے بھی میں نے کوئی نام مینشن نہیں کیا تھا آپ خود سے اپنے بارے میں اس طرح سوچ رہے ہیں میں نے بس حوریہ آپ سے ایک بات کی تھی۔۔ ایک نارمل بات۔۔"

ارحا اسے سنجیدگی سے جواب دیتی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔۔

ابھی وہ چند قدم آگے بڑھی ہی تھی کہ اچانک ایک تیز رفتار سرخ رنگ کی گاڑی نے ارحا کو اتنی زور سے ٹھوکر ماری کہ وہ ہوا میں اڑتی ہوئی سڑک پر جاگری جس کی بدولت اسکی دلخراش چیخ بے ساختہ تھی وہ تو شکر تھا کہ اس گاڑی نے بروقت بریک لگا لی تھی ورنہ وہ اسکو کچلتے ہوئے نکل جاتی۔۔

اسکی چیخنے کی آواز پر گاڑی میں بیٹھی تمام لڑکیاں اسکی جانب متوجہ ہوئیں مرحانے اپنی بہن کو خون میں لت پت دیکھا تو گاڑی کا دروازہ کھولتی وہ دیوانہ وار اسکی جانب بھاگی عمیر بھی اندھا دھند اسکی جانب بھاگا تھا حوریہ زارا اور ماریا بھی گاڑی سے نکل کر اسکی جانب تیزی سے بڑھی تھیں دیکھتے ہی دیکھتے سڑک پر لوگوں کا ایک ہجوم لگ گیا تھا۔۔ لوگوں نے اس

سرخ گاڑی کے مالک کو روک کر رکھا ہوا تھا۔ ساتھ ساتھ اسکو گالیاں بھی پڑ رہیں تھیں کہ اسکی بے احتیاطی کی وجہ سے کسی کی جان جا سکتی ہے۔۔۔

عمیر بھی اس انسان پر جھپٹا تھا اور پے در پے اسکے منہ پر مکوں کی بارش کر دی تھی مگر ابھی یہ وقت لڑنے جھگڑنے کا نہیں تھا وہ اس شخص کو کہتے کہ (تجھے تو بعد میں دیکھوں گا) ارحا کی جانب بڑھا۔۔۔

مرحانے ہچکیوں سے روتے ہوئے اپنی بہن کو سینے سے لگایا ہوا تھا جس سے اسکے کپڑوں پر بھی خون کے کئی دھبے لگ گئے تھے۔۔۔ خیر یہاں کپڑوں سے زیادہ اہم معاملات تھے۔۔۔ عمیر ارحا کو باہوں میں اٹھائے گاڑی کی جانب بھاگا زارا اور حوریہ بھی مرحا کو حوصلہ دیتی گاڑی کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھیں سب کی آنکھوں سے آنسوؤں تواتر رواں تھے دل بیٹھا جا رہا تھا ارحا کا کافی خون بہہ چکا تھا اسے جلد از جلد ہسپتال پہنچانا لازم تھا۔۔۔

البتہ ان سب سے کچھ فاصلے پر ہجوم میں گھری ماریا بلکل سُن تھی اسے نہ کچھ سنائی دے رہا تھا اور نہ کچھ دکھائی اسے اس حادثے سے۔۔۔ اس خون سے۔۔۔ لوگوں کے رونے اور چیخنے کی آوازوں سے۔۔۔ بہت کچھ یاد آ رہا تھا اسکا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔۔۔ آنسوؤں بھل بھل بہہ

رہے تھے اسے لگ رہا تھا وہ ارحا کے خون کے سامنے نہیں بلکہ ارسلان کے خون کے سامنے کھڑی ہے۔۔ وہ ایک بار پھر اپنے گلٹ میں جا رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ جس طرح ارسلان مر گیا تھا ویسے ہی ارحا بھی مر جائے گی اور اسکی زمیندار بھی وہی ہوگی۔۔

عمیر نے اس ہجوم میں گھس کر اسکا ہاتھ پکڑا اور پھر تیزی سے گاڑی کی جانب بڑھنے لگا ماریا ابھی تک سُن تھی وہ بس اسکے ساتھ کھینچے چلے جا رہی تھی اور عمیر کے پاس ابھی اتنا وقت نہیں تھا کہ اسکے ایسے عجیب رویہ کی وجہ پوچھتا وہ بس تقریباً ماریا کو گھسیٹتے ہوئے گاڑی تک لایا اور پھر گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے اسکو اندر بٹھا دیا خود بھی بھاگتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی تقریباً ہواؤں سے باتیں کرتی ہاسپٹل کی جانب روان دواں تھی عمیر کے پور پور سے پسینہ پھوٹ رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی حالت کیوں اتنی غیر ہو رہی ہے مگر پھر بھی اسکو اس انجان لڑکی کے کھو جانے سے خوف آ رہا تھا۔۔

گاڑی کی پچھلی نشست پر ارحا کا بے ہوش اور خون میں لت پت وجود ان تینوں کی گود میں تھا مریا کی رو کر حالت بری ہو گئی تھی حوریہ کے آنسو بھی شدت سے بہہ رہے تھے پھر بھی وہ بار بار مریا کی کمر سہلاتے تسلیاں دے رہی تھی مگر کہاں کی تسلیاں کہاں کے دلا سے جب جان سے پیاری چیز کھو جائے یا کھونے کے قریب ہو تو تسلیاں اور دلا سے زہر

لگتے ہیں وہ کسی کام کے نہیں ہوتے۔۔ زارا نے خود میں ہمت مجتمع کرتے نورے اور نوح کو کال کر کے اطلاع دے دی تھی فون پر سے ہی نورے کی رونے کی آوازیں آ رہی تھیں پھر اسنے اپنے گھر اور حوریہ کے گھر پیغام دینے کے لئے کال ملائی مگر کوئی ریسپو نہیں کر رہا تھا ضرور سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہونگے۔۔ جب سات آٹھ دفع کال کرنے پر بھی کسی نے نہیں اٹھائی تو اسنے مسج چھوڑ دیا۔۔ حالت اسکی بھی بہت خراب ہو رہی تھی پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔۔

عمیر انتہا کی ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا مگر ابھی یہاں اسے کوئی کچھ نہیں بول سکتا تھا کیونکہ سب ہی جلد از جلد ہسپتال پہنچ جانا چاہتے تھے ماریا بالکل ساکت کسی غیر مرئی نقتے کو تک رہی تھی آنکھیں سرخ ہو گئیں تھیں آنسو بہہ بہہ کر اب خشک ہو رہے تھے مگر اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔۔

(اور کہا تھا نا کہ گلٹ جان لیوا ہوتے ہیں شدید اذیت دیتے ہیں۔۔ دکھ کو انسان کبھی نا کبھی بھول جاتا ہے مگر گلٹ وہ آخری سانس تک ساتھ نہیں چھوڑتے چاہے انکو کہیں بھی چھپا دیا جائے کہیں بھی سلا دیا جائے وہ ہمیشہ گلٹ ہی رہتے ہیں اور ساتھ ہی رہتے ہیں۔۔!)

جبکہ ماریا کا ارحا کے معاملے میں تو کیا ارسلان کے معاملے میں بھی کوئی قصور نہیں تھا اسکی موت آئی تھی وہ مر گیا ارحا کی قسمت میں یہ تکلیف تھی وہ اسکو مل گئی مگر پھر بھی وہ خود کو قصور وار ٹھہرا رہی تھی اسنے آخری بار ارسلان کی بات نہیں سنی تھی اسنے کبھی اس سے نرمی سے بات نہیں کی تھی بس یہی ایک گلٹ اسکو اندر سے کھا رہا تھا اسکو سب کچھ اپنی وجہ سے ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔۔

(اور اگر ارحا مر جائے تو ماریا واقعی پاگل ہو جائے گی...!)

آدھے گھنٹے کا سفر عمیر نے دس منٹ میں تے کیا تھا۔۔ اب ارحا کو ایمر جینسی روم میں لے جایا جا رہا تھا۔۔ نرس نے اس سے کیا بولا ڈاکٹر نے کیا کہا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ بس اپنے خیالوں میں گم تھا۔۔ وہ رو نہیں سکتا تھا ایک تو وہ مرد تھا مرد بھلا کہاں روتے ہیں دنیا تو مردوں کو پتھر کا سمجھتی ہے نا اسی لئے وہ رو بھی نہیں سکتا تھا اور روتا بھی کس حق

سے کیا رشتہ تھا بھلا اسکا ارحا سے کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ وہ اپنے اڈتے آنسوؤں کو روکتا خود کو مپوز کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اسکی بات اُدھوری رہ گئی تھی ارحا کے بات مکمل کرتے آگے بڑھنے کے بعد وہ اسے بولنا چاہتا تھا کہ آپ چاہے طنز کریں یا غصہ کریں تب بھی آپ بری نہیں لگتیں آپکو حق ہے۔۔

مگر اسکے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے اور اسکے سامنے پیش آیا وہ حادثہ شاید وہ زندگی بھر نہیں بھول سکتا تھا۔۔

اب کیا وہ دوبارہ اسکی میٹھی سی مسکراہٹ دیکھ سکے گا کیا وہ اسے بتا پائے گا کہ چاہے وہ طنز کرے یا خاموش رہے وہ ہر طرح سے اچھی لگتی ہے۔۔۔

یہ سب سوچتے ہوئے عمیر کے پیروں سے جیسے جان نکل رہی تھی اس سے کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تھا پھر وہ بھی ایمر جنسی روم کے دروازے سے ہٹے ویٹنگ چیئر پر جا بیٹھا۔۔ لیکن یہاں تو سب کی حالت ہی غیر ہو رہی تھی مرزا اب رو رو کر تھک گئی تھی وہ حوریہ کے سینے سے لگے بس اللہ سے سرگوشی نما آواز میں مدد مانگ رہی تھی اسکی خوبصورت سیاہ آنکھوں میں آج وہ ہمیشہ رہنے والی چمک بالکل مانند پڑ گئی تھی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو

گئیں تھیں اور اب تو تکلیف بھی کر رہی تھیں مگر یہ تکلیف اس تکلیف سے ہزار گنا کم ہے جو کسی اپنے کے انتظار میں ہاسپٹل کی ویٹنگ چیئر پر بیٹھ کر ہوتی ہے۔۔۔ زارا بھی اسکے برابر میں بیٹھی محبت سے اسکے بال سہلا رہی تھی ماریا بھی گم سم دونوں ہاتھ آپس میں ملائے بیٹھی تھی۔۔۔

اسی اثنا میں نورے اور نوح بھاگتے ہوئے اس طرف آتے دکھائی دیئے مرحا اٹھتے ہی اپنے ماں باپ کے گلے لگ کر شدت سے رو دی نورے بھی اسکے ساتھ رو رہی تھیں نوح بھی خاموش سے آنسو بہا رہے تھے۔۔

پھر وہ چلتے ہوئے عمیر کی جانب آئے۔۔

"بیٹا کیا ہوا کہاں ہے میری بیٹی ڈاکٹر نے کیا کہا ہے بتاؤ مجھے۔۔"

انھوں نے بے بسی بھرے لہجے میں استفسار کیا۔۔ عمیر بس انہیں خالی خالی نظروں سے دیکھ رہا تھا سب کی جان اس وقت جیسے سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔۔

"انکل ابھی کچھ نہیں پتا ایمر جنسی روم میں لے کر گئے ہیں ٹریمنٹ چل رہا ہے بس دعا کریں ہمارے پاس واحد راستہ بس دعا ہے۔۔۔"

اور وہ ڈاکٹرز جلدی پے مینٹ جما کر وانے کا بول رہے تھے۔۔۔"

عمیر نے آہستہ آواز میں انکی بات کا جواب دیا حلق میں جیسے کچھ اٹکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

اسکی بات پر نوح نے بس اثبات میں سر ہلایا اور پھر رقم جمع کروانے کی غرض سے مرے
مرے قدموں سے کاؤنٹر کی جانب بڑھ گئے۔۔۔ نورے اور مرعا بھی بیٹھ گئیں تھیں۔۔۔

اب بس دعا اور انتظار کرنا تھا۔۔۔ اور کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔۔۔

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ انکے پاس کوئی راستہ نہیں بچا تو بتاؤ ان نادانوں کو کہ دعا ہی سب
سے بڑا راستہ ہے۔۔۔

دعا ایک یقین ہے۔۔۔

ایک بھروسہ ہے۔۔۔

ایک امید ہے۔۔۔

ایک حوصلہ ہے۔۔۔

ایک وسیلہ ہے۔۔۔

دعا ہی تو سب کچھ ہے۔۔ اور تب بھی لوگ کہتے ہیں راستے ختم ہو گئے۔۔ غلط کہتے ہیں۔۔!!

فرقان صاحب اور اسلم صاحب آفس سے ایک ہی گاڑی میں ساتھ گھر واپس جا رہے تھے۔۔

فرقان صاحب کو اس وقت سے اچھا موقع اور کوئی نہیں لگا انھوں نے گلہ کھنکارا اور پھر اپنی بات کا آغاز کیا۔۔

"اسلم مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے ماریا اور حسن کے حوالے سے۔۔"

انکی بات پر اسلم صاحب نے نا سمجھی سے بھویں سیٹریں پھر گویا ہوا۔۔

"کیا مطلب بھائی ماریا اور حسن کے بارے میں کیا بات کرنی ہے آپ پوری بات بتائیں۔۔"

انکے استفسار پر فرقان صاحب نے گردن اثبات میں ہلاتے اپنی بات جاری رکھی۔۔

"ہاں میں اور زوبیہ ماریا کے لئے حسن کو بہت پسند کرتے ہیں کافی عرصے سے میں تم سے اس بابت بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر مناسب وقت نہیں مل رہا تھا میں نے سوچا آج حسن آ رہا ہے تو آج ہی بتا دیتا ہوں تم کہو تو کچھ دن بعد ماریا اور حسن کی منگنی کر دیں۔۔۔"

انھوں نے کچھ جھوٹ کا سہارا لیتے اور آخر میں خود ہی منگنی کا پلین ترتیب دے کر اسلم صاحب کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔۔

اسلم خان کو تو جیسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولیں۔۔ کیا انکے بھائی مرزا اور حسن کی ایک دوسرے کی پسندیدگی سے لاعلم تھے کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ بہت پہلے ہی ان دونوں کی بات پکی ہو چکی تھی اور یہ بات تو گھر میں سب کو معلوم تھی کہ حسن کے آتے ہی مرزا اور حسن کی منگنی کر دی جائے گی بھلے ہی نکاح کا ابھی صرف اسلم صاحب اور آسیہ بیگم کو

ہی معلوم تھا یہ انکا اپنا ہی فیصلہ تھا مگر منگنی کے بابت ہوئی بات تو سب جانتے تھے۔۔ انکو سچ میں کچھ بھی یاد نہیں تھا یا بس ایسے ہی لاعلمی دکھا رہے تھے۔۔

کچھ دیر بعد اسلم خان نے اپنی بات کا آغاز کیا۔۔

"بھائی آپ یہ بات کیسے کہہ رہے ہیں آپ جانتے تو ہیں مرزا اور حسن کی تو کافی وقت سے بات چل رہی ہے اور اب جب حسن آ رہا ہے تو میرا اور آسیہ کا ان دونوں کا نکاح کرنے کا ارادہ ہے۔۔ آپ مجھے معاف کر دیجیے گا مگر میں اب کچھ نہیں کر سکتا اور ویسے بھی ہماری ماریا بیٹی کو اچھے رشتوں کی کمی تو نہیں ہے انشاء اللہ اسے حسن سے بھی بہت اچھا انسان ملے گا۔۔"

انکے جواب پر فرقان صاحب خود پر جبر کرتے گویا ہوا۔۔

"اسلم تم کسی غیر لڑکی کے کئے اپنے گھر کی بیٹی کے لئے نفی کر رہے ہو ماریا تو تمہارے سامنے پلی بڑی ہے مرزا کو اور اسکے گھر والوں کو تم جانتے ہی کتنا ہو بھلے ہی انکی فیملی اور ہماری فیملی بہت سالوں سے ایک دوسرے کے قریب ہیں کیونکہ بچیوں کی دوستی ہے آپس

میں۔۔ مگر پھر بھی وہ ہمارے اپنے نہیں ہیں ہم انہیں انکے مزاج کو ٹھیک طرح سے نہیں جان سکتے۔۔ اور ویسے بھی جس بات پکی کا تم ذکر کر رہے ہو وہ بس ایک سرسری سی رسم تھی جو اب تو کسی کو یاد بھی نہ ہو شاید۔۔ اور جہاں تک حسن کی پسندیدگی کی بات ہے وہ سب اسکا بچپنا تھا اب وہ باہر سے آ رہا ہے اسے مرھا ٹھیک سے یاد بھی نہیں ہوگی تم دیکھ لینا۔۔ میں کہہ رہا ہوں ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچ لو تم۔۔ پھر مجھے ڈھنکا جواب دینا۔۔"

گاڑی اسلم ولا کے باہر رکی تو وہ بغیر اسلم صاحب کی بات سنے گاڑی سے اترتے اندر کی جانب چل دیئے۔۔ اسلم صاحب بھی گہرا سانس لیتے گھر کے اندر داخل ہوئے تو آسیہ بیگم روتی ہوئی آتی دکھائی دیں انکو دیکھ کر سیڑھیاں چڑھتے فرقان صاحب بھی ٹھر گئے۔۔

"کیا ہوا آسیہ آپ اس طرح رو کیوں رہی ہیں سب خیریت تو ہے۔۔"

اسلم صاحب کے استفسار پر آسیہ بیگم تو کچھ نا بولیں البتہ بی جو آسیہ بیگم کی چادر لیتی آ رہیں تھیں بہتے آنسوؤں کے ساتھ اسلم صاحب کو ارحا کے بابت بتانے لگیں۔۔۔

"وہ صاحب ارحا بیٹی کا ایکسڈینٹ ہو گیا ہے اسکو بہت زخمی حالت میں عمیر بیٹا ہسپتال لے کر گیا ہے۔۔"

بی کی بات مکمل ہوتے ہی فرقان صاحب جلدی سے انکے سامنے آکر کھڑے ہوئے پھر دھڑکتے دل کے ساتھ استفسار کیا۔۔

"اور وہ۔۔ ماری۔۔ ماریا کہاں ہے میری بیٹی بھی تو ان سب کے ساتھ گئی تھی وہ تو ٹھیک ہے نا۔۔؟"

"جی باقی سب ٹھیک ہیں بس ارحا بیٹی کے ساتھ حادثہ ہوا ہے۔۔"

بی نے انکی بات کا تحمل سے جواب دیا تو انھوں نے گہری سانس اپنے اندر کھینچی۔۔

"اچھا ٹھیک ہے شکر اللہ کا میری بیٹی محفوظ ہے۔۔ خیر اللہ اس بچی کی طبیعت بھی بہتر کرے۔۔ میں جا کر ماریا کو زرا ہسپتال سے لے آتا ہوں بھابی کون سا ہاسپٹل ہے۔۔؟"

انکو بس اپنی بیٹی کا خیال تھا بڑی مشکل سے انھوں نے ارحا کے لئے چند ایک الفاظ ادا کئے تھے پھر آسیہ بیگم سے ہاسپٹل کے بابت استفسار کر لیا اسلم خان ان کو افسوس سے دیکھ رہے تھے کہ انھیں بس اپنی اولاد قیمتی لگ رہی تھی وہ بچی جو ہاسپٹل میں زندگی موت کی

جنگ لڑ رہی تھی اسکے والدین کی حالت کا اندازہ کیا وہ لگا سکتے تھے۔۔۔ نہیں کبھی نہیں۔۔۔
اور کچھ لوگ واقعی بہت پتھر دل ہوتے ہیں۔۔۔

"میں وہیں جا رہی ہوں ابھی۔۔۔ لے آؤں گی بچیوں کو ساتھ آپ رہنے دیں۔۔۔"

آسیہ بیگم کہتی باہر کی جانب چل دیں جہاں ڈرائیور انکا انتظار کر رہا تھا راستے سے انھیں ندا بیگم کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا تھا زوبیہ بیگم نے ارحا کے بابت سن کر اسکو صحتیابی کی دعائیں دیں اور پھر اپنے سر میں درد کا بتاتے جانے سے انکار کر دیا تھا۔

آسیہ بیگم کے جاتے ہی بی بی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں تاکہ بچی کی صحتیابی کے لئے نفلیں پڑھ کر دعا کر سکیں۔۔۔ اسلم صاحب نے بھی اپنے کمرے کی جانب جانے کے لیے قدم بڑھائے ہی تھے کہ فرقان صاحب کی آواز پر رک کر انکو دیکھنے لگے۔۔۔

"اسلم مجھے سوچ کر پھر بتا دینا میں دو دن تک انتظار کروں گا تمہارے مثبت جواب کے لئے میری بیٹی بھی حسن کو پسند کرتی ہے اور میں ارسلان کے بعد اسکا اس قسم کے معاملے

میں دل نہیں ٹوٹنے دینا چاہتا اب تم سوچ لو کہ تمہارے لئے وہ غیر لڑکی اہم ہے یا تمہارے اپنے گھر کی بچی۔۔"

فرقان صاحب ان حالات میں بھی اس طرح کی بات کرنے سے نہیں چوکه تھے اسلم خان نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھیج لیں وہ انہیں کچھ سخت نہیں کہنا چاہتے تھے۔۔

پھر خود پر قابو پاتے وہ گویا ہوا۔۔

"بھائی میں آپکی بہت عزت کرتا ہوں اور ماریا بھی بہت پیاری بچی ہے لیکن آپ جو چاہ رہے ہیں ویسا نہیں ہو سکتا حسن مرحا سے بہت محبت کرتا ہے وہ کبھی مر کر بھی ماریا کو قبول نہیں کرے گا اور ویسے بھی ان دونوں کا رشتہ بہت پہلے ہی تہہ ہو چکا تھا اب بس اللہ کی رضا سے انکا نکاح ہوگا اور آپ بھی جتنا جلدی ہو سکے اس بات کو ذہن نشین کر لیں اور اب دوبارہ اس معاملے پر مجھ سے بات مت کیجیے گا۔۔۔"

اسلم صاحب کا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت ہو گیا تھا وہ اپنا فیصلہ سناتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے پیچھے فرقان خان کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔۔

"اسلم میری مجبوری ہے کہ میں تم پر سختی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ گھر بھی تمہارا ہے اور کمپنی کے آدھے شیئرز بھی لیکن میں اتنے آرام سے تمہیں اپنی من مانی نہیں کرنے دوں گا۔ ویسے بھی جب بابا نے تم میں اور مجھ میں سگے سوتیلے کا فرق رکھ کر گھر تمہارے نام کر دیا تھا تو اب میں بھی یہ فرق ہمارے بیچ لاؤں گا۔ تمہیں نہ میں نے تمہاری اوقات دکھائی تو نام بدل دینا میرا۔۔۔"

فرقان صاحب دل ہی دل میں کہتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ ابھی وہ کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ زوبیہ بیگم بیڈ سے اٹھتی ہوئی انکے پاس آئیں پھر انہیں امید بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔

"آپ نے بات کی اسلم بھائی سے کیا کہا انہوں نے بتائیں کیا مان گئے وہ..؟"

زوبیہ بیگم کے استفسار پر انہوں نے انکو کندھوں سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا اور پھر خود بھی وہیں براجمان ہو گئے۔۔۔

"میں نے بات کی زوبیہ لیکن وہ نہیں مانا کہتا ہے کہ حسن اور مرزا کا نکاح ہوگا اور میں یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لوں۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ کسکو انکار کر رہا ہے۔۔ مجھے اپنے کام بہت اچھی طرح انجام دینے آتے ہیں۔۔"

تم جانتی ہو ارزا کے ساتھ ہوا یہ حادثہ بالکل درست تھا مگر بندی غلط تھی ارزا کی جگہ مرزا کو ہونا چاہیے تھا جب وہ ہی نہیں رہے گی تو اسلم کیا ہی کر لے گا۔۔

تم فکر مت کرو بیگم میں اسلم کے ساتھ تو ابھی کچھ نہیں کروں گا لیکن مرزا کے ساتھ وہی ہوگا جو اسکی بہن کے ساتھ ہوا ہے۔۔ کچھ دن بعد لوگ نکاح کے فنکشن میں نہیں بلکہ مرزا کی مٹی میں جا رہے ہونگے تم بس دیکھتی جاؤ۔۔"

فرقان صاحب شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے باتھ روم میں جا بند ہوئے پیچھے زوبیہ بیگم بس سن ہوئی انکی کہی ہوئی باتیں یاد کر رہیں تھیں۔۔

(صرف فرعون ہی نہیں تھا انا پرست ،

یہاں تو ہر شخص کے تیور میں خدا دکھائی دیتا ہے۔۔!!)

~~~~~

سب کو ہاسپٹل میں بیٹھے دو گھنٹے ہونے کے قریب تھے مگر ابھی تک ڈاکٹرز خاموش تھے ارحا کا ٹریمنٹ جاری تھا۔۔

آسیہ اور ندا بیگم آکر نورے اور مرزا کو تسلیاں دیتیں واپس آنے کا کہتیں ماریا اور زارا کو گھر لے گئیں تھیں البتہ حوریہ بضد تھی کہ وہ مرزا کے پاس رہے گی۔۔ پھر کسی نے اس سے زیادہ اسرار بھی نہیں کیا تھا۔۔ عمیر بھی وہیں رک گیا تھا۔۔ کیسے جاتا اسکو صحیح سلامت دیکھے بغیر۔۔ کیسے چلا جاتا۔۔

اسی اثنا میں حوریہ کا فون رنگ ہوا دیکھا تو حسن کی کال تھی اسنے ماتھے پر ہاتھ مارا اس سب ٹینشن میں تو وہ یہ بھول ہی گئی تھی کہ حسن آنے والا ہوگا۔۔۔ خیر اسنے کال ریسپو کی تو مرزا بھی جو حوریہ کے سینے سے لگی بیٹھی تھی کال کی جانب متوجہ ہو گئی اسکو بھی اب یاد آیا کہ آج تو حسن نے آنا تھا۔۔۔ کہیں سے ہلکی سی بھولی بھٹکی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا راستہ کیا تھا مگر پھر وہ اگلے ہی لمحے مانند پڑ گئی۔۔۔

عمیر اسی وقت اٹھتا ہوا ہسپتال سے باہر کی جانب بڑھ گیا شاید کہیں جا رہا تھا خیر حوریہ نے اسکو نظر انداز کرتے کال اٹھائی پھر گویا ہوئی۔۔۔

"اسلام علیکم جی بھائی کیا ہوا کہاں ہیں آپ۔۔۔؟"

حوریہ کے سوال پر دوسری جانب سے کچھ کہا گیا تھا پھر اسنے ٹھیک ہے خدا حافظ کہتے کال کاٹ دی۔۔۔

مرزا اسکی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"وہ بھائی کہہ رہے تھے کہ وہ ایئرپورٹ پر پہنچ گئے ہیں اور ماما نے انکو ارحا کے حادثہ کا بتا دیا ہے تو وہ ادھر ہی آرہے ہیں عمیر بھائی لینے گئے ہیں انھیں ابھی۔۔۔"



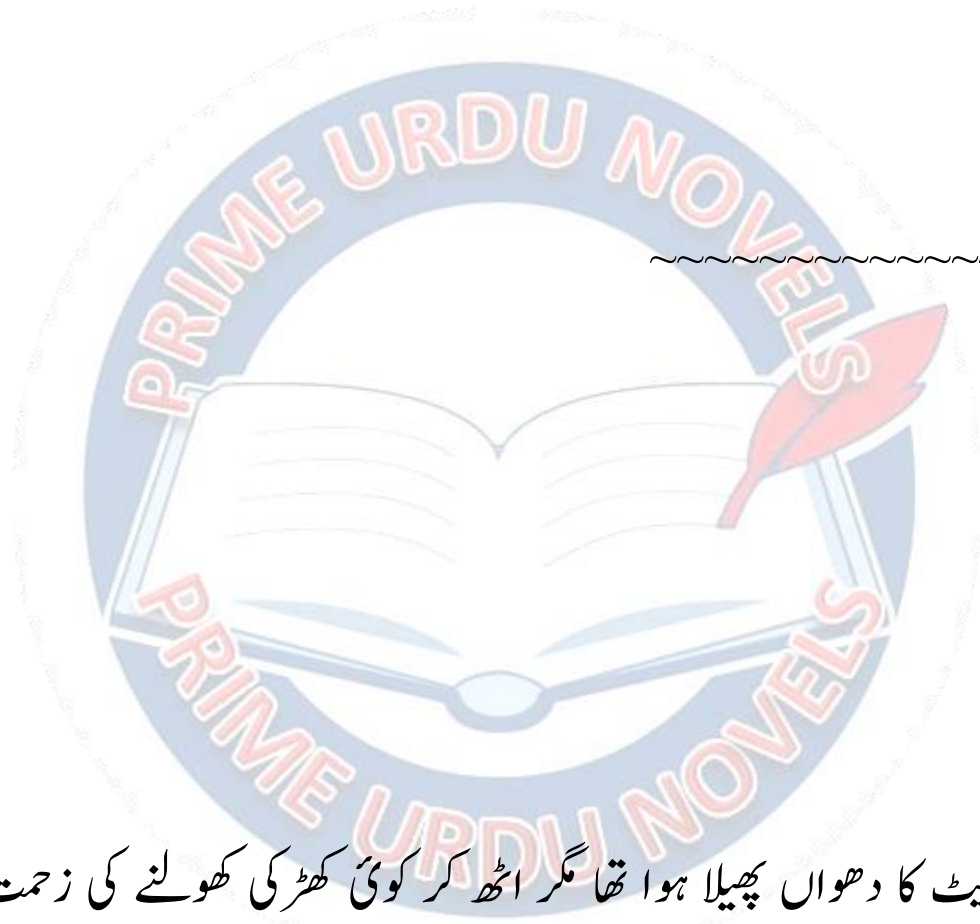
حوریہ کے کہنے پر پہلے تو مرحانے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا مگر پھر اثبات میں سر ہلاتی سیدھی ہو بیٹھی اور پشت دیوار سے ٹکالی۔۔۔۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ حسن کو اتنے سالوں بعد ان حالات میں دیکھے گی۔۔ یہی تو ہے بخت، قسمت، نصیب۔۔ کب کیا کیسے ہو جائے نہیں معلوم۔۔ انسان بہت کچھ سوچتا ہے اپنے لئے اپنی زندگی کے لئے اپنے مستقبل کے لئے مگر ہوتا وہی ہے جو ہمارا رب چاہتا ہے۔۔ ایک لمحہ لگتا ہے بس ایک لمحہ ہمارے خیالات سے مختلف سب کچھ الٹ ہو جاتا ہے اور ہم بس دیکھتے رہ جاتے ہیں۔۔۔

نورے ہسپتال کے پریئر روم میں نوافل ادا کرتے اب اپنی بیٹی کے لئے گڑ گڑا کر دعائیں کر رہیں تھیں۔۔

اور دعائیں تو اتنی طاقت ہوتی ہے کہ کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے اگر اللہ کو ہمارا مانگنا پسند آ جائے تو وہ رحمتوں کی بارش کر دیتا ہے۔۔۔ پھر انسان تو کیا ہی چیز ہے وہ تو تنکے میں بھی جان ڈال سکتا ہے۔۔

نوح۔ حوریہ اور مرزا کے برابر میں ہی بے دم سے بیٹھے بس ڈاکٹر کے آنے اور ارزا کی حالت کے بابت خوشخبری سننے کے انتظار میں تھے۔۔۔



ہر طرف سیگریٹ کا دھواں پھیلا ہوا تھا مگر اٹھ کر کوئی کھڑکی کھولنے کی زحمت نہیں کی گئی تھی۔۔ سامنے ٹیبل پر ایش ٹرے رکھی ہوئی تھی جو سیگریٹ کے راکھ سے بھر گئی تھی۔۔

خوبصورت برانڈڈ گھڑی بندھے ہاتھ کی دو انگلیوں میں نیا جلایا سیگریٹ دبا ہوا تھا جس سے وہ وقفے وقفے سے گہرے کش لیتا کہیں کھویا سا لگ رہا تھا۔۔ چہرے پر ایسی سنجیدگی طاری کی ہوئی تھی کہ لوگ بات کرتے ہوئے بھی کترائیں۔۔ ہیش گرے آنکھیں کسی غیر مرئی نکتے کو تک رہی تھیں۔۔

اسی اثنا میں بُراک آفس کا دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوا تو دھوئیں کی بدولت اسکو کھانسی کا شدید قسم کا دورہ پڑا تھا وہ کھانستے کھانستے کھڑکی کے پاس گیا اور ساری کھڑکیاں کھول دیں تب جا کر اسکو سکون کا سانس آیا۔۔

ارتضیٰ نے سیگریٹ ایش ٹرے میں پھینکتے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ یوں جیسے پوچھ رہا ہو۔۔

تشریف لانے کی وجہ۔۔!؟

بُراک آکر اسکے سامنے ہی چئیر پر بیٹھ گیا۔۔ پھر کچھ نیلے اور سیاہ رنگ کی فائلز اسکے سامنے ٹیبل پر کھول کر رکھیں۔۔۔۔

"سر آپنے جس شخص کے بابت معلومات حاصل کرنے کا کہا تھا اسکے بارے میں یہ کچھ پوائنٹس ہیں مجھے بس یہی کچھ ڈیٹیلز معلوم ہو سکی ہیں اسکے بارے میں اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہو رہا مجھے۔۔۔"

ارتضیٰ نے ایک نظر بُراک کو دیکھا پھر اثبات میں سر ہلاتے فائلز کی جانب توجہ مرکوز کی

---

دس سال پہلے کی ایک تاریخ رقم تھی اس نیلے رنگ کی فائل کے پہلے صفحے پر۔۔

"چودہ فروری۔۔!"

اسے تاریخ زیر لب دہرائی۔۔۔

"جی سر وہ شخص دس سال پہلے تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے کے قریب اس تاریخ کو لاپتا ہوا تھا اسکے بعد سے اسکا آج تک کسی کو کوئی نام و نشان نہیں ملا۔۔ یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔۔۔"



بُراک کو جتنا معلوم ہو سکا تھا اسنے وہ سب کچھ تفصیل سے بتا دیا جس پر ارتضیٰ نے بس اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔ پھر اپنی پاور چیئر سے پشت ٹکالی۔۔

"بُراک چودہ فروری جانتے ہو کونسا دن ہوتا ہے۔۔۔"

ارتضیٰ کے عجیب سوال پر بُراک نے جانتے ہوئے بھی نا سمجھی سے بھویں سکیڑیں پھر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

ارتضیٰ ہنوز کسی غیر مرئی نکتے کو تک رہا تھا۔۔۔

"ویلینٹائن ڈے ہوتا ہے بُراک ویلینٹائن ڈے۔۔۔"

ارتضیٰ کے جواب پر پہلے تو بُراک نے سنجیدگی سے سر ہلایا پھر آفس میں اسکا ایک زبردست قسم کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

"سر آپ یہ کیوں بتا رہے ہیں یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ ویلیں ٹائن ڈے ہوتا ہے مگر ہم کونسا مناتے ہیں اور آپ کو کیا کسی کے ساتھ ڈیٹ پر جانا ہے جو آپ مجھے یاد دہانی کروا رہے ہیں۔۔"

بُراک کے مزاحیہ لہجے میں کہی بات پر پہلے تو ارتضیٰ نے اسے سنجیدگی سے دیکھا اور پھر وہ خود بھی مسکرا دیا۔۔

لیکن کہا تھا نا مسکراہٹیں ساری ایک جیسی نہیں ہوتیں۔۔ اسکی مسکراہٹ میں بھی جیسے ٹوٹے کانچ کی کرچیاں بھری تھیں۔۔

ایک زخمی مسکراہٹ۔۔ ایک زبردستی کی مسکراہٹ!۔۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ میرے کہنے کا مطلب ہے وہ کسی خاص دن غائب ہوا ہے۔۔!! اور ہم اس بات کو صرف ایک اتفاق سمجھ کر نظر انداز نہیں کر سکتے کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اسکی اس دن سے ضرور کوئی نا کوئی کڑی جڑی ہوئی ہے۔۔ اور اس

سب کی تہہ تک صرف ایک شخص ہی جا سکتا ہے اور اسکے سوا میں اس معاملے میں کسی پر بھروسہ کر بھی نہیں سکتا۔"

ارتضیٰ کی پراسرار سی بات بُراک ایسے منہ کھولے سن رہا تھا یوں جیسے وہ کسی پرانے خزانے کا پتہ دے رہا ہو اسے۔۔ خیر اسے نظر انداز کرتے ارتضیٰ نے اپنی بات جاری رکھی۔۔

"ویسے تم کل مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ میں اس شخص کو کیوں تلاش کر رہا ہوں۔۔ وہ اسلئے کیونکہ ایک بہت پرانا حساب نکلتا ہے میرا اس شخص سے۔۔"

ارتضیٰ نے عجیب سے لہجے میں اسے ابھی بھی بس آدھی ہی بات بتائی تھی۔۔ پھر دوبارہ وہ فائلز اٹھا کر پڑھنے لگا۔۔

کچھ دیر آفس میں ہنوز خاموشی کا راج چھایا رہا بُراک اب بور ہوتا ادھر سے ادھر نظریں گھما رہا تھا اور ارتضیٰ فائلز میں منہ دیئے انکی ورق گردانی کر رہا تھا۔۔

پھر اس نے فائل پر سے نظریں ہٹاتے۔۔ بُراک کو ایک سفید رنگ کا کاغذ تھمایا۔۔ اس پر ایک نمبر تحریر تھا۔۔ یہ نمبر پاکستانی نہیں تھا۔۔ اسکا کوڈ چینج تھا۔۔ بُراک نے وہ کاغذ تھام کر ارتضیٰ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ یوں جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو۔۔ میں کیا کروں اسکا۔۔

ارتضیٰ نے گہری سانس لے کر بولنا شروع کیا بُراک کو ٹھیک طرح سمجھانا لازمی تھا۔۔ ورنہ وہ ضرور کوئی نا کوئی کام الٹا کر دیتا۔۔

" اس نمبر پر کال کرو۔۔ پہلی دفع میں نہیں اٹھائے گا دوسری دفع بھی نہیں تیسری بھی نہیں تقریباً دس بیس بار کرنا پھر اٹھا ہی لیگا اور پھر تم اپنا تعارف کروانا اور یاد رہے جلدی جلدی بولنا۔۔ بیکار بولو گے یا سستی سے بولو گے تو وہ تمہیں بلاک بھی کر سکتا ہے بس اپنا نام بتانا میرے واحد سیکرٹری ہو یہ بتانا۔۔ اور بولنا ارتضیٰ کہہ رہا ہے جتنا جلدی ہو سکے وہ پاکستان پہنچے۔۔

پھر ہو سکتا ہے وہ تمہیں دو تین گالیاں دے۔۔ پر کوئی بات نہیں بالکل چپ چاپ برداشت کر لینا۔۔ اور ہاں یہ تو لازمی کہے گا کہ اسکو آج تک حکم دینے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔۔ اور جب وہ یہ بولے تو تم بولنا سر آج تک آپکو کوئی ہرانے والا بھی پیدا نہیں ہوا۔۔ آپکے کام



کی نوعیت کا ہی ایک کام ارتضیٰ نے آپ سے کروانا ہے اور اس میں آپکا جیتنا لے حد ضروری ہے۔۔

تم اسے یہ بولو گے تو وہ کبھی انکار نہیں کرے گا۔۔

کیونکہ واقعی اسے ہرانے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔۔"

ارتضیٰ کے تفصیل سے اسے سمجھانے پر بُراک اسے منہ کھولے ہونقوں کی طرح دیکھ رہا تھا  
---

آخر یہ کیا مخلوق تھی جس سے اتنا سنبھل کر بات کرنی تھی۔۔

ابھی بُراک نے کچھ پوچھنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ارتضیٰ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔۔

"بُراک ابھی نہیں بعد میں تمہیں خود پتا چل جائے گا کہ کون ہے وہ لیکن ابھی میرا دماغ مت کھانا جائو جو بولا ہے وہ کرو ٹائم بالکل ضائع مت کرو تمہیں کال ملاتے ملاتے رات بھی ہو سکتی ہے۔۔۔"

ارتضیٰ کے سختی سے کہنے پر بُراک بیچارہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا پھر اچھا باس کہتے اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

(اب اتنے بڑے بزنس مین کے خاص سیکرٹری کا یہی کام رہ گیا تھا کہ کسی نواب زادے کو کالز ملاتا رہے بس۔۔۔ اففف)

بُراک دل ہی دل میں سوچتے پیر پھٹکتے ہوئے اپنے کیمین میں جا بیٹھا۔ ابھی اس بیچارے کو بہت محنت کرنی تھی۔۔۔

~~~~~

ندا بیگم اور زارا اپنے گھر روانہ ہو گئیں تھیں۔۔ آسہ بیگم ماریا کو لیتیں اپنے گھر آ چکی تھیں۔۔۔ ماریا آتے ساتھ ہی خاموش سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔ اسکی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ کسی سے کوئی بھی بات کر سکے۔۔۔ کچھ دیر بعد زوبیہ بیگم نے ماریا کے کمرے کا دروازہ ناک کیا تو اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہو گئیں۔۔۔

ماریا شاید ابھی ابھی باتھ لے کر نکلی تھی شیشے کے سامنے کھڑی گیلے بالوں کو ڈرائیئر سے سکھاتی سفید شلوار قمیض پر بھوری موٹی شال اوڑھے وہ اچھی لگ رہی تھی۔۔ نکھری نکھری سی۔۔۔

مگر سانولا چہرہ بالکل بے رونق اور اداس لگ رہا تھا یوں جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ ہو اسکے کاندھوں پر۔۔۔

اسنے ایک مرتبہ بھی زوبیہ بیگم کی جانب نہیں دیکھا بس غائب دماغی سے اپنے بالوں کو کبھی ڈرائیئر کرتی تو کبھی ان میں برش کرنے لگتی۔۔۔

زوبیہ بیگم قدم قدم چلتی اسکے پاس آئیں پھر اسکا رخ کندھوں سے پکڑ کر اپنی جانب کیا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔ میری بیٹی کو کیا کوئی بات پریشان کر رہی ہے۔۔ موڈ آف لگ رہا ہے تمہارا
 ---"

انکے نرم لہجے میں استفسار کرنے پر ماریا نے اپنی خالی خالی آنکھوں سے انکی جانب دیکھا۔۔
 ایک لمحے کو اسکا دل کیا وہ سب کچھ انھیں بتا کر انکی گود میں سر رکھے رو کر اپنا دل ہلکا کر
 لے۔۔ آخر وہ ماں تھیں۔۔ ماں کی آغوش میں تو دنیا کی ہر بے چینی ہر تکلیف مانند پڑ جاتی
 ہے۔۔

مگر پھر اگلے ہی لمحے اسنے یہ خیال اپنے دل و دماغ سے جھٹک دیا۔۔
 وہ کیا بتاتی کہ وہ ارحا کے حادثے کی وجہ سے اتنی ٹینس ہے جس لڑکی سے اسکا کوئی رشتہ
 بھی نہیں ہے۔۔ کیا یہ بولے گی کہ انسانیت کا رشتہ ہے جس کی وجہ سے وہ اتنی ڈسٹرب
 ہے۔۔۔ یہ ایک نہایت ہی بھونڈا قسم کا جواز ہوتا۔۔ وہ کسی کو بھی اپنی حالت نہیں بتا سکتی
 تھی۔۔ سب پاگل سمجھتے اسے۔۔ اسکے ماں باپ یقیناً اسے کسی سائیکسٹ کے پاس لے

جاتے۔۔ اسکا ایک اور مرتبہ پھر مزاق بنتا۔۔ سب اسے حقارت سے دیکھتے۔۔ کوئی بھی اس سے نفسیاتی مرض میں مبتلا سمجھ کر بات کرنا پسند نہیں کرتا۔۔

اور ویسے بھی آج تک اسکے ماں باپ نے اسکا ساتھ دیا ہی کب تھا جو اب دیتے۔۔ ہمیشہ ہی تو اسکو اکیلے روتا ہوا چھوڑا تھا تو آج وہ بھی اپنے دل کے راز بتا کر انکے سامنے کمزور نہیں بن سکتی تھی۔۔

مانا کہ وہ اس سے محبت کرتے تھے اور سب ماں باپ کرتے ہیں اپنی اولاد سے محبت یہ تو نیچرل ہے۔۔

لیکن اگر تمام والدین یہ بات سمجھ جائیں کہ انکی اولادوں کو انکی خاموش محبت سے زیادہ اظہارِ محبت کی ضرورت ہوتی ہے تو آج کوئی بھی بچہ اپنی فیملی کی وجہ سے اپنے والدین کی وجہ سے ڈپریشن میں نہ ہوتا۔۔

بہت سی سوچیں تھیں جو اسکے دماغ میں گردش کر رہیں تھیں۔۔

وہ چاہ کر بھی خود کو اس سچیوایشن میں نارمل نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔ دل و دماغ کے ہر کونے سے بس ایک ہی صدا بلند ہو رہی تھی کہ ارحا کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ اسے مرنا نہیں چاہیے۔۔۔!

اور پھر وہ آہستہ سے نفی میں سر ہلاتی بیڈ پر جا بیٹھی۔۔۔

وہ حادثہ۔۔۔ وہ خون میں لت پت وجود۔۔۔ وہ چیخے چلاتے روتے ہوئے لوگ۔۔۔

اسکا دل بہت گھبرا رہا تھا۔۔۔

مگر ہمیشہ کی طرح بس خاموش رہنا تھا بس خاموش۔۔۔

"بیٹا کیا ہو گیا ہے آج تو حسن آنے والا ہے تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تم ایسے کیسے مرجھائی مرجھائی سی بیٹھی ہو۔۔۔ اور پتا ہے تمہارے بابا نے اسلم بھائی سے بات کر لی ہے تمہارے اور حسن کے لئے وہ جلد ہامی بھر لیں گے تم دیکھنا اور۔۔۔"

"مطلب انھوں نے ہاں نہیں کی ہے۔۔۔"

جلد ہامی بھرنے سے کیا مراد ہے آپکی۔۔ آپ کو حسن پاگل لگتا ہے جو وہ مرہا کو چھوڑ کر مجھ سے شادی کرے گا۔۔

ماریا نے انکی بات کاٹے خود بھرائے ہوئے لہجے میں تکلیف سے کہا۔۔

وہ خود پر جبر کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی لیکن پھر بھی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے۔۔ حلق میں کچھ اٹک رہا تھا۔۔

ابھی زوبیہ بیگم کچھ بولتیں اس سے پہلے ہی ماریا پھر بول اٹھی۔۔۔

"ماما پلیز آپ لوگ یہ ناکام سی کوششیں نا کریں جو وقت تھا میرے لیے اسٹینڈ لینے کا آپ لوگوں نے اس وقت مجھ سے کچھ پوچھنا بھی گوارہ نہیں کیا اور آج میں ان دونوں کی خوشیوں کی دشمن نہیں بن سکتی مجھے خوف آتا ہے اگر مجھے کسی کی بد دعا لگ گئی یا کسی کی آہ لگ گئی تو میرا کیا ہوگا۔۔ آپ لوگ پلیز کچھ مت کریں کچھ بھی نہیں کریں میری زندگی کو مشکل نہ بنائیں پلیز۔۔۔"

ماریا نے ہچکیوں سے روتے ہوئے انکے سامنے ہاتھ جوڑ لئے تھے۔۔ ارسلان کا منت کرتا چہرہ اسکی آنکھوں میں چمکتے آنسو۔۔ پھر کفن میں لپٹا اسکا زخمی اور سفید تکلیف دیتا چہرہ۔۔ ایک ایک کر کے سارے پرانے منظر ماریا کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی مانند چلنے لگے تھے۔۔ پھر حسن کا اسے نظر انداز کرنا سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بننا اور مرہا پر جان چھڑکنا۔۔

ماریا کو اچانک سانس لینے میں دشواری سی ہوئی تھی اسنے روتے روتے لمبے لمبے سانس لینے کی کوشش کی۔۔

زوبیہ بیگم کو سمجھ نہیں آیا کہ اسکی باتوں پر شرمندہ ہوں یا اسکو چپ کروانے کے لئے کچھ کریں کوئی حوصلہ کوئی تسلی کچھ تو ہو۔۔ لیکن نہیں کچھ نہیں تھا ہوتا ہی نہیں ہے۔۔ کوئی الفاظ نہیں ہوتے کوئی وضاحت نہیں ہوتی اپنے غلط کیا ہے تو آپ غلط ہیں بس۔۔ اس کے آگے کچھ کہنے کو باقی نہیں رہتا۔۔ کچھ والدین ہوتے ہیں جن کو بس اپنے حقوق نظر آتے ہیں اگر بچا وہ ادا نہ کرے تو وہ نافرمان ہے وہ گناہگار ہے۔۔ لیکن ہمارے خدا نے اولاد کے بھی کچھ حقوق رکھے ہیں وہ کیوں ان کو دکھائی نہیں دیتے کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہمارے

بچوں کے پاس بھی دل ہے جس کو یہ لوگ زندہ مار دیتے ہیں۔۔۔ وہ بھی ان جیسے والدین میں ہی شمار تھیں کہ جن کی بیٹی بہت اچھی ہو گئی تھی انکے لئے لیکن انھوں نے کبھی اس کے لیے اپنے فرائض پر نظر ثانی نہیں کی تھی۔۔۔

ان کی وجہ سے آج انکی بیٹی تکلیف میں تھی اور شاید شدید قسم کے ڈپریشن میں بھی انکی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چھلکی تھی پھر وہ بغیر ایک لفظ بھی کہے وہاں سے اٹھ کھڑیں ہوئیں اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔

پچھے ماریا بیڈ سے نیچے فرش پر بیٹھتی چلی گئی اسنے اپنے بال اپنی مٹھیوں میں جکڑ رکھے تھے اور گرم گرم آنسو روانگی سے بہہ رہے تھے۔۔۔

ابھی تو اسے رونا تھا اور بہت رونا تھا۔۔۔ کسی کے سامنے رونے سے شاید آپ خود کو کمزور محسوس کریں مگر اکیلے رونے اور اپنے خدا کے سامنے رونے سے آپ مضبوط بن جاتے ہیں بھلے ہی بہت نہیں مگر کچھ تو ایز جی کچھ تو موٹیویشن ضرور ملتی ہے کہ آپ اٹھ سکیں آپ پھر جینے کی کوشش کر سکیں۔۔۔

رونا چاہیے رو لینا چاہیے دل ہلکا ہو جاتا ہے دکھ مٹنے لگتے ہیں کہیں چھپنے لگتے ہیں امید کی کرنیں چمکتی ہیں۔۔ اور رونے سے اچھی تھیرپی ہی کوئی نہیں ہوتی۔۔ مگر دکھ تو مٹ جائیں گلٹ کا کیا کریں۔۔؟

گلٹ تو کم نہیں ہوتے وہ تو بڑھتے ہیں اپنی تکلیف مزید بڑھاتے رہتے ہیں۔۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ رونے سے بھی ہم گلٹ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔ وہ ہمارے ساتھ کسی ناسور کی طرح چپکے ہی رہتے ہیں۔۔ لوگ کہتے ہیں کہ بولنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے میں بولوں کہ کسی کا دل دکھانے سے پہلے کسی کو نیچا دکھانے سے پہلے کسی کو تکلیف دینے سے پہلے کسی کو نظر انداز کرنے سے پہلے کسی کے خلاف کوئی بھی محاذ کھڑا کرنے سے پہلے ہزاروں بھی نہیں لاکھوں دفع سوچ لینا چاہیے کہ اگر انکی آہ لگ گئی یا اگر انکی آنکھوں سے تمہاری وجہ سے ایک آنسو بھی بہہ نکلا تو تم خدا کو کیا جواب دو گے کہ یہ حقوقِ العباد نبھائیں ہیں تم نے جو حقوق اللہ سے بھی زیادہ ضروری تھے۔۔ کیا کرو گے آخرت میں۔۔؟

بھلے ہی کچھ بے حیا لوگوں کو اپنے کئے پر اس دینا میں کوئی گلٹ کوئی شرمندگی نا ہو مگر سب عبادتیں اپنی جگہ رہ جاتیں ہیں کیونکہ کسی کا دل دکھانے سے اتنی آسانی سے جنت نہیں ملا کرتی۔۔

سوچ لینا چاہیے ورنہ پچھتاوے اور گلٹ جان لے لیتے ہیں۔۔!

شام کے ساڑھے پانچ ہونے کے قریب تھے۔۔ حسن ایئرپورٹ پر کھڑا اپنے دو سوٹ کیسیس کو اپنے ساتھ ہی کھڑا کئے ہاتھ میں بندھی برانڈڈ گھڑی میں وقت دیکھتے ادھر سے ادھر نظریں گھما رہا تھا۔۔ یقیناً عمیر کا انتظار کر رہا تھا۔۔

چہرہ بالکل سنجیدہ اور آنکھیں سپاٹ تھیں۔۔ وہ کہیں سے بھی عماد کو چھیڑنے والا اور پھر گلا پھاڑ کر ہسنے والا شوخ سا حسن نہیں لگ رہا تھا۔۔

چند منٹ بعد اسے سامنے سے عمیر آتا ہوا دکھائی دیا بکھرا ہوا حلیہ سرخ ہوتی آنکھیں مرجھایا ہوا اور فکر مند سا چہرہ لئے وہ قدم با قدم اسکی جانب بڑھ رہا تھا حسن نے بھی اپنے سوٹ کیس ہاتھوں میں اٹھاتے اپنے قدم اسکی جانب بڑھائے۔۔ پھر دونوں بغل گیر ہوئے۔۔ حسن نے اسکی پیٹ تھپکی تھی۔۔ عمیر کو لگا اسے واقعی اس وقت کسی نرم اور مخلص سہارے کی ضرورت تھی جو اسے حسن کی صورت میں مل گیا تھا۔۔ وہ اتنی پریشانی میں حسن سے جوش سے بھی نہیں مل پایا تھا بس اسکے گلے سے لگا کھڑا رہا حسن نے بھی اسے پیچھے کرنا مناسب نہیں سمجھا۔۔

کچھ دیر یونہی کھڑے رہنے کے بعد عمیر اس سے دو قدم پیچھے ہوا پھر اسکا ایک سوٹ کیس اٹھاتے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔۔

"ویلم ٹو پاکستان بڈی"

"شکریہ بڈی۔۔ کیسے ہو۔۔"

حسن نے سر کے خم سے اسکا شکریہ ادا کیا۔۔ پھر اسکے کپڑوں پر لگے ارحا کے خون کے دھبوں کو دیکھتے سنجیدگی اور فکر مندی سے اسکی طبیعت کے بارے میں استفسار کیا۔۔ حسن کو لگا وہ ایسی سچیوایشن میں پہلی بار پھنسا ہے اور شاید تھک گیا ہے ہاسپٹل کے چکر لگانے میں اس لئے اتنا پریشان لگ رہا ہے۔۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکا کہ اسکا بھائی جیسا کزن اس ایک غیر لڑکی کی تکلیف کی وجہ سے تکلیف میں ہے۔۔

کیوں؟ اسکا جواب تو خود عمیر کے پاس بھی نہیں تھا۔۔

عمیر نے بھی اثبات میں سر ہلاتے اسکے استفسار کا جواب دیا پھر چند ایک باتوں کے بعد اسنے حسن کے ساتھ ہی گاڑی کی جانب قدم بڑھا دیئے۔۔

حسن کی ضد کے مطابق اسے ساتھ ہاسپٹل ہی لے کر جانا تھا۔۔

سفید گاڑی کے پاس رک کر عمیر گاڑی کی ڈگی میں اسکے سوٹ کیس رکھنے لگا تھا اور حسن اسکی گاڑی کو دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔

پھر جب عمیر ڈگی بند کرتے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا تو حسن کو اس طرح مسکراتے دیکھ کر نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"تم نے اب تک یہ گاڑی رکھی ہوئی ہے وہ بھی اتنی اچھی حالت میں خوشی کے ساتھ ساتھ بہت حیرانی بھی ہوئی ہے مجھے۔"

حسن کہتے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے اندر بیٹھ گیا۔ عمیر بھی ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو گیا۔

"بس آپکو معلوم تو ہے مجھے جب کوئی چیز اچھی لگتی ہے یا مجھے اس سے محبت ہوتی ہے تو میرا اس سے کبھی دل نہیں بھرتا میں اسے سنبھال کر رکھتا ہوں جتنا سنبھال سکتا ہوں۔ یہ گاڑی بھی میری پسندیدہ گاڑی ہے ہمارے دادا جان کی نشانی میں اسے پرانا سمجھ کر نظر انداز نہیں کر سکتا۔"

حسن کو معلوم تھا وہ اسی طرح کا کوئی جواب دے گا اس لئے اسنے بھی بس سر کو اثبات میں ہلانے پر اکتفا کیا۔ اسے بس اب جلد از جلد سب سے ملاقات کرنی تھی۔

اور ایک اس سے بھی تو ملنا تھا۔ نہ جانے کیا حال ہوگا اسکا۔ چار سالوں میں نہایت مختصر بات ہوا کرتی تھی۔ دیکھنا تو دور کی بات تھی۔ نہ جانے اب کیسی دکھتی ہوگی۔۔۔ مگر ابھی بھی حسین ہی ہوگی۔ (100% شوریٹی کے ساتھ دل کی آواز بلند ہوئی تھی اور ساتھ

ہی ایک ہلکی سی مسکراہٹ بھی۔۔ اسکی سیاہ چمکتی آنکھیں حسن کی آنکھوں کے سامنے لہرائیں تھیں۔۔)

مگر رو بھی رہی ہوگی۔ (سوچ کر تکلیف ہوئی تھی اسے)۔۔ کتنی پریشان ہوگی۔۔۔ پتا نہیں کچھ کھایا بھی ہوگا کہ نہیں۔۔۔

میری واپسی کو تو یقیناً ان سب پریشانیوں میں فراموش کر دیا ہوگا۔ (آنکھوں میں تھوڑی سی نمی چھلکی تھی جسے وہ سرعت سے عمیر سے چھپاتے گاڑی سے باہر کے بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھنے لگا۔

ارحہ بھی تو اسکی بہن جیسی تھی وہ تو گڑیا بولتا تھا اسے۔۔ حسن کو اسکی تکلیف سوچ کر بھی دکھ ہوا تھا۔۔ اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔ دل سے دعا کی تھی اسنے۔۔

عمیر بالکل سپاٹ تاثرات کے ساتھ ڈرائیو کر رہا تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ اس سرخ گاڑی کے مالک کو وہ اتنی آسانی سے نہیں چھوڑے گا۔

گاڑی تیز رفتار سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔۔

~~~~~

اندھیری رات میں خوبصورت ٹھنڈے ساحل کی ٹھائے مارتی لہریں اس کے پاؤں سے ٹکرا  
ٹکرا کر واپس پلٹ کر جارہیں تھیں جنہیں محسوس کر کے اندر تک سکون کی لہر دوڑ رہی تھی  
۔۔ وہ اپنی سیاہ گاڑی کو دور کہیں پارک کر کے یہاں تک پیدل ہی چلتا آیا تھا اپنے بلیک  
جوگرز ہاتھ کی دو انگلیوں سے پکڑے وہ اب بھی بس چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا چلتا ہی جا  
رہا تھا ساتھ ہی حسن کے اور اپنے ساتھ گزارے تمام دنوں اور سالوں میں کی گئی شرارتوں  
اور لڑائیوں کو یاد کر کے مسکرا رہا تھا۔ (اسکا بچپن کا اور جان سے زیادہ عزیز بڑی۔۔ وہ جلد  
ہی پاکستان جائے گا اسنے سوچ لیا تھا۔۔) ساحل سے کچھ فاصلے پر چند بینچیں بھی لگی ہوئیں  
تھیں جن پر گنتی کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مختصر یہ کہ لوگوں کا ہجوم تقریباً نہ ہونے  
کے برابر تھا سردی کی ٹھنڈی ہوائیں رفتار سے آنا جانا کر رہیں تھیں۔۔

اسکا فیورٹ پلیس سمندر / ساحل ---!

چلتے چلتے نہ جانے کس خیال کے تحت اس نے خود سے کچھ فاصلے پر لگی ایک بیچ کی جانب نگاہ گھمائی۔۔ اور پھر وہ واپس نگاہ ہٹانا بھول گیا۔۔

وہ وہی تھی۔۔ پراسرار سی لڑکی۔۔ ہاں وہ واقعی وہی تھی۔۔ بیچ پر بیٹھی اپنے سیاہ لانگ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ سامنے سمندر کو مبہوت سی دیکھ رہی تھی یا شاید وہ کسی غیر مرئی نقتے کو تک رہی تھی۔۔ اس کے سیاہ لمبے بال ہوا کے دوش سے پھڑپھڑا کر مزید خوبصورت لگ رہے تھے۔۔ اسکا وہی بیگ جو عماد نے اسے ایئرپورٹ پر گرنے کے باعث اٹھا کر دیا تھا وہیں بیچ پر اس کے برابر میں رکھا ہوا تھا۔۔

(ہبہ مغرور لڑکی۔۔)

عماد دل ہی دل میں کہتے آگے بڑھنے لگا۔۔

لیکن پھر وہیں ٹھر گیا اس سے بڑھا نہیں گیا۔۔۔

( اچھا بس تھوڑی سی بات کر کے دیکھتا ہوں پوچھوں تو کون ہے شاید پاکستانی ہی ہو۔۔۔

اگر بد تمیزی کرے گی تو پھر شکل بھی نہیں دیکھوں گا اسکی۔۔۔ ہاں یہی کروں گا چلو اب چلتے ہیں .. )

عماد دل ہی دل میں عہد کرتا خود میں ہمت مجتمع کرتے اس بیچ کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ جہاں وہ سپاٹ چہرہ لیے ابھی بھی سامنے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

( تم جاہل لڑکی۔۔۔

دفع ہو جاؤ۔۔۔ تم۔۔۔ منحوس ہو۔۔۔ یہ کیا کر دیا تمنے۔۔۔ تم پیدا ہی کیوں ہوئی ہو۔۔۔

مر گئی ہے وہ۔۔۔ آج کے بعد تم اسکا نام نہیں لوگی۔۔۔۔۔ چٹاخ۔۔۔۔۔!!!!



تم بغیرت ہو۔۔۔ تم۔ بد کردار ہو۔۔ تمہیں مر جانا چاہیے۔۔ تم نے ان دونوں کو مار دیا  
۔۔ تم۔ ظالم ہو۔۔ تم ایک نہایت ہی گری ہوئی۔۔! منحوس۔۔!

(ایسکیوزمی۔۔)

تم بغیرت ہو۔۔۔! بد کردار۔۔ بھی تم سب کو مار دیتی۔۔ ہو۔

(آپ سن رہی ہیں۔۔)

تم دفع ہو جاؤ۔۔ اپنی یہ منحوس شکل نہ دکھانا کسی کو۔۔۔ تم کافر ہو۔۔ تم ڈرامے باز ہو

۔۔۔

تم اپنوں ہی کی جانوں کی قاتل ہو۔۔ تم ایک نہایت ہی گھٹیا۔۔ منحوس۔۔ گری ہوئی۔۔

(ہیلو کیا ہوا ہے آپ سن رہی ہیں مجھے۔۔)؛

بد کردار۔۔۔ جاہل۔۔

چٹاخ۔۔!!!..

(ایسکیوزمی۔۔)

"نہیں نہیں میں نہیں ہوں میں۔۔۔وہ۔۔!!"

وہ اچانک سے عماد کے جھنجھوڑنے پر ہوش میں آئی سارے تکلیف دہ مناظر اور آوازیں پیچھے رہ گئیں۔۔۔ سامنے بس خوبصورت سمندر اور ایک جانا پہچانا سا چہرہ نظر آ رہا تھا۔۔۔

اسنے لمبی لمبی سانسیں اپنے اندر کھینچی اتنی سردی میں بھی اسے پسینے آرہے تھے مگر ٹھنڈے پسینے۔۔۔ عماد کو پتا تو نہیں تھا کہ اسے کیا ہوا ہے لیکن اتنا تو اسے سمجھ آ گیا تھا یقیناً وہ کسی بات پر پریشان ہے تبھی وہ اس کے آواز دینے پر اچانک سے اتنی حواس باختہ ہو گئی تھی۔۔۔

پانچ منٹ تک تو اس کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے وہ خاموشی سے بیٹھی رہی اور عماد نے بھی کچھ بولنا مناسب نہیں سمجھا لیکن پھر عماد کو خود کو جانچتی نگاہوں سے تکتا پا کر اس کے تیور چڑھے۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے ایسے کیا دیکھ رہے ہو اور کس سے پوچھ کر تم ادھر بیٹھے ہو اٹھو یہاں سے ابھی کے ابھی۔۔۔"

وہ تیز آواز میں بولتی اسکو گھورنے لگی ساتھ جھٹ سے اپنا وہی سیاہ بیگ اٹھا کر اپنی گود میں رکھا جس سے وہ (ن) لفظ کی کی چین واضح ہوئی۔۔

اسکی آواز میں رعب تھا۔ لیکن پھر بھی بہت خوبصورت تھی۔۔ پھر عماد نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔ نہیں۔۔ اسکی آنکھیں سیاہ تو نہیں تھیں۔۔ وہ تو سرمئی رنگ۔۔! نہیں۔۔

پیلے رنگ کی بھی نہیں۔۔!۔۔

عماد نے مزید اسکی آنکھوں میں جھانکا تو وہ تو بہت خوبصورت کنچے جیسی ہیش گرین آنکھیں تھیں۔۔ اور بال۔۔ ہاں اسکے خوبصورت بال بھی تو سیاہ نہیں تھے وہ تو گاڑھے بھورے رنگ کے تھے۔۔

عماد نے اچانک اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ وہ بہت خوبصورت تھی اور اسکا ایسے کسی نا محرم لڑکی کو یوں غور سے دیکھنا مناسب نہیں تھا۔۔

"میں نے آپسے پوچھا تھا کہ میں یہاں بیٹھ جاؤں اپنے کوئی جواب نہیں دیا تھا آپ شاید کچھ سوچ رہی تھیں۔۔"

اور اب تو میں بیٹھ گیا ہوں اس لئے یہ باتیں بیکار ہیں۔۔"

عماد نے شروع میں معصومیت سے کہتے آخر میں اٹل لہجے میں کہا یوں جیسے اب تو وہ یہاں سے بالکل نہیں ہلے گا۔۔

"خیر آپکا نام کیا ہے۔۔؟ ہم پہلے بھی مل چکے ہیں ایک دفع یاد تو ہو گا ہی آپکو۔۔ آپ کہاں سے ہیں۔۔؟ میں اسی لئے ابھی آپکے پاس آیا کیونکہ مجھے لگتا ہے آپ یورپین نہیں ہیں۔۔! کیا ایسا ہی ہے۔۔؟"

عماد نے ایک ساتھ اتنے سوال کر لئے کہ کہیں وہ دوبارہ یہاں سے اٹھ جانے کی بات نہ کر دے البتہ اس لڑکی کے گھورنے میں مزید شدت آگئی تھی یوں جیسے وہ بہت مشکل سے خود پر جبر کر رہی ہو۔۔

(شروع سے لے کر اب تک انگریزی زبان ہی استعمال ہو رہی تھی انکے درمیان)

"میں کچھ نہیں بتاؤں گی تمہیں۔۔ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی اور نہ ہم پہلے کبھی ملے ہیں سمجھے خاموشی سے یہاں سے اٹھو اور دفع ہو جاؤ۔۔"

اب کے اس لڑکی نے اردو میں چیخ کر جواب دیا تھا آواز اتنی تیز تھی کہ دور بیٹج پر بیٹھے ایک شخص نے اس طرف مڑ کر دیکھا تھا۔ اور پھر وہ غصے سے سرخ پڑتی سیدھی ہو بیٹھی پھر لمبی سانس اپنے اندر کھینچی یوں جیسے وہ خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہی ہو یا شاید یوں کہ وہ اس مینڈک کی منڈی توڑنے سے خود کو بہت دکتوں سے روک رہی ہو۔

خیر سامنے بھی عماد تھا۔

اسکو اپنے سوالوں میں سے ایک کا جواب تو آسانی سے ہی مل گیا تھا وہ واقعی یورپین نہیں تھی۔

"اوہ ہ ہ مطلب آپ ایشین ہی ہیں میرا شک بالکل درست نکلا کافی اچھی اردو ہے آپکی تو۔۔  
ویسے کہاں سے ہیں آپ۔۔؟"

عماد نے باز نہ آتے ہوئے مزید دلچسپی سے ایک اور سوال کیا۔ اب وہ بھی اردو میں ہی بات کر رہا تھا جو بھی ہو اپنی زبان بولنے کا ایک الگ ہی لطف ہوتا ہے۔ وہ اسکے سرخ ہوتے چہرے کو بالکل نظر انداز کر رہا تھا۔



جب اس لڑکی نے دو منٹ تک کوئی جواب نہیں دیا تو عماد نے خود ہی بولنے کا فیصلہ کیا۔۔ (خیر یہ کوئی نیا فیصلہ نہیں تھا پچھلے دس منٹ سے وہ خود ہی بول رہا تھا وہ بیچاری تو بس ایک بار ہی چیخی تھی اور اسے بس گھور ہی رہی تھی۔۔! دیکھتے ہیں کب تک وہ بیچاری رہتی ہے۔۔!)

"اپنا نام اگر آپ نہیں بتائیں گی تو کوئی بات نہیں۔۔ میں خود ہی گیس کر لیتا ہوں اتنا تو مجھے کنفرم ہے کہ آپکے نام کی شروعات (ن) سے ہوتی ہے۔۔"

عماد نے بے پرواہ سے انداز میں کہتے سکون سے بیچ سے اپنی پشت ٹکالی۔۔

(کتنے ڈھیٹ اور جھوٹے انسان ثابت ہوئے ہیں عماد احد۔۔ سوچ کر آئے تھے کہ اگر بدتمیزی کرے گی تو اسکی شکل تک نہیں دیکھیں گے یہ صاحب۔۔ مگر اب اچھی طرح عزت افزائی جو ہو رہی ہے یہ اسکو نظر انداز کر رہے ہیں۔۔ ہممم گڈ۔۔!)

اگر حسن اسے ایسے دیکھ لیتا تو ہزاروں گالیاں دیتا۔ اور اسکا مذاق اڑاتا۔ خیر وہ یہاں نہیں تھا۔۔)

اس لڑکی نے عماد کی بات پر نا محسوس سے انداز میں اپنے بیگ میں لگی کی چین کو چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔ لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔

البتہ اسکا عماد کو بات بات پر گھورنا اب تک جاری تھا۔۔

(ہائے کاش میں اسے بتا سکوں کہ یہ تو گھورتے ہوئے بھی بری نہیں لگ رہی۔۔)

عماد دل ہی دل میں کہتے دوبارہ گویا ہوا۔۔

"ہمم اچھا تو (ن) سے جو نام ہو سکتے ہیں وہ یہ ہیں۔۔"

عماد نے بولتے ہوئے سوچنے کے انداز میں اپنی آنکھیں آسمان کی جانب کیں۔۔

کچھ دیر بعد اپنے ارد گرد لوگوں کے ن سے نام پاکستانی لڑکیوں کے ن سے نام سوچنے کے

بعد وہ اسکی جانب مڑا۔۔

"نتاشہ۔۔؟"

عماد کے پوچھنے پر اس لڑکی نے جھٹکے سے اسکی جانب گردن موڑ کر دیکھا۔۔

عماد نے ایک آئبرو اٹھا رکھی تھی جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو۔۔ کیا سہی گیس کیا ہے۔۔۔

مگر پھر اس لڑکی نے آنکھیں گھماتے نفی میں سر ہلا دیا یوں جیسے بولنا چاہ رہی ہو تم کبھی گیس نہیں کر سکتے۔۔ البتہ اس نے اپنے بیگ پر ضبط سے ناخن گاڑ رکھے تھے۔۔

"نینا۔۔؟"

پھر نفی میں سر ہلایا گیا۔۔۔

"ندا۔۔؟"

پھر نفی۔۔!

نرگس۔۔؟۔۔ نشاء۔۔؟

--

"نازیہ۔۔؟"

نورین۔۔؟۔۔ نمبرہ۔۔؟۔۔ نگین۔۔؟۔۔ ناہد۔۔؟۔۔ نویرا۔۔؟۔۔"

اب عماد تیزی سے نام بولتا جا رہا تھا اور وہ نفی میں سر ہلاتے جا رہی تھی۔ عماد کے چہرے پر مایوسی دیکھ کر اس لڑکی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ کچھ دیر پہلے والی لڑائی بھول کر اب وہ عماد کے منہ کے بگڑتے زاویوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔

"نور۔۔؟ نصیرین۔۔؟ نرین۔۔؟ نوشی۔۔؟ نسیم۔۔؟ نائمہ۔۔؟ ناوش۔۔؟"

ان تمام ناموں کے بعد بھی وہ اب تک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ نفی میں سر ہلا رہی تھی

"اب تو میں نے لڑکیوں کے ساتھ ساتھ پرانے زمانے کی تمام عورتوں کے بھی (ن) سے نام لے لئے ہیں۔۔ آپکا نام کیا ناگن ہے۔۔؟"

عماد کے غصے سے جھنجھلا کر بولنے پر اس لڑکی کی ہنسی بے ساختہ تھی اس آدھے گھٹنے میں پہلی مرتبہ وہ عماد کے سامنے یوں کھکھلا کر ہنسی تھی۔۔ اور عماد بس اسکی ہنسی کی دھنک کو مبہوت سا سن رہا تھا وہ اسے ہنستا ہوا دیکھ رہا تھا۔ وہ خود بھی تو مسکرا رہا تھا۔۔

(یہ تو ہنستے ہوئے اور بھی اچھی لگتی ہے۔۔ کیوں لگتی ہے یہ اچھی۔؟!)

عماد نے دل ہی دل میں سوچتے ہوئے سر جھٹکا اور پھر نگاہیں اس سے پھیر کر سمندر کی جانب مرکوز کر لیں۔۔۔

جب کچھ دیر تک عماد کچھ نہ بولا تو اب وہ خود اس سے مخاطب ہوئی یہ بھی پہلی مرتبہ تھا۔۔۔

(پہلی مرتبہ ہوئی چیزیں اکثر خوبصورت ہوا کرتی ہیں۔)

"تم تھک گئے ہو ہے نا۔۔۔ مجھے پتا تھا تم نہیں کر سکو گے۔۔۔"

وہ مسکراہٹ دباتے کہتی ہوئی اپنا بیگ ہاتھ میں اٹھاتے بیچ سے اٹھ کھڑی ہوئی عماد نے اسکی جانب دیکھا سیاہ ہیلز، جینس اور ٹاپ پہنے اس پر سیاہ لانگ کوٹ پہنے اور سیاہ ہی گلے میں مفلر ڈالے وہ اچھی لگ رہی تھی وہ واقعی مختلف تھی وہ منفرد تھی۔۔۔ یس لگتا تھا جیسے وہ دودھیا رنگ کی پری سیاہ رنگ کے لئے ہی بنی تھی۔۔۔ کتنا جتنا تھا اس پر یہ رنگ۔۔۔ عماد کو آج سیاہ رنگ سے مزید محبت ہو گئی تھی۔۔۔



"میں تھک نہیں گیا بس میرے دماغ میں جو (ن) کے ناموں کا سٹاک تھا وہ ختم ہو گیا ہے اس لئے میں بس خاموش ہو گیا کیونکہ آپنے خود تو بتانا نہیں ہے۔۔"

عماد نے ہلکی آواز میں سنجیدگی سے کہا البتہ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔۔ نرم مسکراہٹ

عماد کے جواب پر اس لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا پھر مسکراہٹ دباتے گویا ہوئی۔۔ البتہ آنکھوں میں شرارت صاف چمک رہی تھی۔۔۔

"ہم واٹ ایور مجھے بہت مزہ آیا تمہیں زچ کر کے اور اب حقیقت بتانے کا وقت ہوا جاتا ہے۔۔ اپنے سب سے پہلے کہے گئے نام پر غور کرو۔۔"

تم بہت اچھا گیس کرتے ہو تم نے شروعات میں سب سے پہلا نام ہی درست لیا تھا۔۔ پہلے تو میں بہت شاک ہوئی لیکن پھر میں نے بس تم سے بدلا لیا ہے میرا قیمتی وقت ضائع کرنے کا۔۔۔"

وہ طنزیہ مسکراہٹ سے کہتے آنکھوں پر سیاہ گاگلز چڑھاتے آگے کی جانب بڑھی مگر پھر ایک لمحے کے لئے رک کر اسنے عماد کو دیکھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

(..I am Natasha sarmad from Pakistan )

" آی ایم نتاشہ سرمد فرام پاکستان۔۔"

یہ کہتے ہی وہ آگے کی جانب بڑھ گئی اسکے چلنے کا انداز۔۔ آہ کیا شاہانہ انداز تھا۔۔ کیا مغرورانہ چال تھی۔۔ جیسے کسی شیرنی کی مانند۔۔ کسی شہزادی کی مانند یا یوں کہا جائے کہ کسی سلطنت کی ملکہ کی مانند۔۔

اسکے چلنے سے اسکی ہیلز کی ٹک ٹک کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ سیاہ رنگ کی بڑی سی گاڑی میں بیٹھتی اس کو زن سے آگے بڑھالے گئی۔۔

( نتاشہ سرمد شاہ)۔۔۔!

ناک پر نکلتے برابر نتھ۔۔

ہیش گرین پرکشش ، زہین اور خوبصورت آنکھیں۔۔

اچھا لمبا قد کوئی شک نہیں کہ وہ خوبصورت تھی۔۔

اسکی ڈریسنگ اسکا بات کرنے کا طریقہ سب ایک اوپن مائنڈ لڑکی کے جیسا تھا۔۔ یا یوں کہا جائے کہ وہ واقعی بہت اوپن مائنڈ تھی۔۔ اور بلاشبہ زہین بھی۔ مگر کہتے ہیں ناکہ ہر کسی کے پاس سب کچھ نہیں ہوتا۔۔ اسکے پاس بھی سب نہیں تھا اسکے پاس فیملی نہیں تھی۔۔ وہ اس دنیا میں بالکل اکیلی تھی۔۔ بس ایک دوست تھا جس سے بات کر کے وہ کم از کم یہ محسوس نہیں کرتی تھی کہ وہ بالکل اکیلی ہے۔۔!

پیچھے عماد بیچ پر بیٹھا اب تک اسی جانب دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ ابھی گئی تھی۔۔

"نتاشہ فرام پاکستان۔۔ ہم۔ قسمت میں ہوا تو دوبارہ ضرور ملاقات ہوگی ہماری۔۔"

عماد دل ہی دل میں کہتا سر جھٹکتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ چونکہ رات کافی ہو گئی تھی اب تھکن محسوس ہو رہی تھی وہ سمندر کو دل سے خدا حافظ کہتے اور کل دوبارہ ملنے کا وعدہ کرتے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا گاڑی کافی دور پارک کی تھی ابھی بہت چلنا تھا۔۔ اففف۔!

اندر ہی اندر دل کہہ رہا تھا کاش وہ دوبارہ ضرور ملے۔۔۔

(کہا نا کچھ چیزیں پہلی مرتبہ اچھی لگتی ہیں مگر ضروری نہیں کہ وہ دوسری مرتبہ بھی آپکو اچھی لگیں آپکو خوشی دیں۔۔۔ کبھی کبھی وہی چیزیں شدید تکلیف سے آشنا کروا دیتی ہیں۔۔۔ ہر چیز ہر بار کے لئے اچھی نہیں ہوا کرتی۔۔۔!)

~~~~~

عمیر گاڑی ہسپتال کے پارکنگ ایریا میں پارک کر کے حسن کی جانب چلا آیا جو ہسپتال کے گیٹ پر کھڑا اسکا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔

"چلیں۔۔؟"

عمیر نے اس سے پوچھا تو حسن نے اثبات میں سر ہلاتے قدم آگے کی جانب بڑھائے۔۔۔ ایک ایک قدم بھاری ہو رہا تھا۔۔۔ وہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ مرہا سے اس طرح کے حالات میں ملے گا۔۔۔ وہ کیسے دیکھے گا اسکی آنکھوں میں آنسو۔۔۔ اور اسکی بہن حوری۔۔۔ ہاں وہ بھی تو کتنی حساس ہے رو کر اپنا حشر کر لیا ہوگا۔۔۔ پتا نہیں گڑیا (ارہا) کیسی ہو گی اب۔۔۔

بہت سے خیالات اسکے دماغ میں گڈ مڈ کر رہے تھے مگر پھر بھی وہ خود پر بندھ باندھتا عمیر کے ساتھ چلتا جا رہا تھا۔۔۔

ابھی وہ دونوں اس کاریڈور میں پہنچے ہی تھے جہاں سب بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی اثنا میں ڈاکٹر ایمر جنسی روم سے باہر نکلے۔۔۔ پورے تین گھنٹے اور پندرہ منٹ بعد۔۔۔

ڈاکٹر کو دیکھتے ہی سب حواس باختہ سے انکی جانب لپکے حسن پر کسی کی بھی نظر نہیں پڑی تھی عمیر بھی چلتا ہوا ڈاکٹر کے برابر میں جا کھڑا ہوا اور سوالیہ نظروں سے امید بھری نظروں سے انھیں دیکھنے لگا حسن زیادہ قریب نہیں آیا تھا۔ وہ اپنی ہی جگہ جم سا گیا تھا مرہا کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا آنکھیں سوچ کر لال ہو گئی تھیں بال بکھرے سے لباس میلا سا لگ

رہا تھا جس پر خون کے دھبے لگے ہوئے تھے اور اب وہ روتے ہوئے ڈاکٹر کو کچھ بول رہی تھی۔۔۔ یا شاید کچھ پوچھ رہی تھی۔۔۔

اور اسکی بہن ہاں حوریہ کا بھی کچھ یہی حال تھا اسکے دل میں درد سا اٹھا تھا آنکھیں سرخ ہوتی جا رہی تھیں مگر ضبط ضروری تھا۔۔۔ وہ مرد تھا۔!!

باقی سب پر اسکی نظر پڑی انکے حال بھی کچھ مختلف نہیں تھے سب ہی کانپتے وجود کے ساتھ ڈاکٹر سے سوالات کر رہے تھے اور وہ جواب دے رہے تھے۔۔

"ڈاکٹر میری بیٹی۔۔ میری بچی کیسی ہے۔۔؟"

یہ آواز نوح کی تھی خوف سے کانپتی ہوئی بے بسی اور کچھ امید بھری آواز۔۔۔

(.. Now She is fine)

"ناؤ شی از فائن۔۔"

یہ الفاظ تھے یا آب کوثر سب کو اپنے دلوں پر پھوار سی پڑتی محسوس ہوئی۔۔ تین گھنٹوں کا انتظار جیسے تین برسوں کا تھا لیکن انتظار، صبر، یقین کام آگیا تھا دعائیں سن لی گئیں تھیں۔۔ اور رحمت نازل فرما دی گئی تھی۔۔

سب نے لمبی سانس کھینچتے اللہ کا شکر ادا کیا۔۔ جیسے جانوں میں جان آئی تھی۔۔
ڈاکٹر اب کے عمیر اور نوح سے مخاطب تھے۔۔

"سیریس اینجیری ہوئی تھی اور خون بھی کافی بہہ گیا تھا ابھی تو اللہ کا شکر ہے کہ سب انڈر کنٹرول ہو گیا ہے وہ خطرے سے باہر ہیں لیکن پھر بھی انکی صحت کے لئے ہمیں انہیں خون کی ایک بوتل چڑھانی ہوگی۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر نوح اثبات میں سر ہلاتے گویا ہوئے۔۔
"اسکا بلڈ گروپ بی پوزیٹو ہے میرا بھی یہی ہے آپ میرا لے سکتے ہیں۔۔"

مرحہ بھی اسی جانب چلی آئی تھی۔۔ پھر اپنے والد کی بات سنتے اعتراض کیا۔۔

"نہیں بابا میرا بھی یہی گروپ ہے میں اپنی بہن کو خون دے سکتی ہوں آپکو تو ابھی کام وغیرہ کرنے ہوں گے تو کمزوری نہ ہو جائے آپکو۔۔"

اسکی بات پر ڈاکٹر نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا پھر ایک دو ہدایات دیتے اور کچھ گھنٹوں میں ارحا کو روم میں شفٹ کر دینے کے بابت بتاتے وہ اپنے کیمین کی جانب بڑھ گئے۔۔۔
نوح انکے پیچھے گئے تھے مرحا کا خون لینے کے لئے نرس وغیرہ کو بلانا تھا باقی ایک دو کام اور باقی تھے۔۔

عمیر چیئر پر آنکھیں موندے پشت دیوار سے لگائے بیٹھا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔۔ کیسے شکر کرے۔۔۔

مرحہ بھی مرے مرے قدموں سے چلتی ہوئی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔

اسنے حسن کو دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا تھا یا شاید وہ ٹینس تھی اسلئے کوئی رد عمل نہیں دے سکی البتہ حوریہ حسن کے سینے سے لگی رونے میں مصروف تھی وہ کافی سہمی ہوئی لگ رہی تھی حسن اسکی پیٹ تھپکتے اسے حوصلہ دے رہا تھا لیکن مرحا کے یوں نظر انداز کرنے پر اسے دکھ ہوا تھا کچھ تھا جو دل میں بہت زور سے لگا تھا تکلیف دہ تھا۔۔!

حوریہ نم اور سوچی ہوئی آنکھیں لئے حسن سے دو قدم پیچھے ہوئی تھی پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیے۔ حسن نے باری باری اسکی دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا۔ پھر حوریہ اسکا ہاتھ پکڑتی اسے بھی چیئرز کی جانب لے جانے لگی۔۔۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ مرزا جس چیئر پر بیٹھی تھی اسکے دائیں طرف حوریہ اور بائیں طرف بیچ میں ایک چیئر چھوڑ کر حسن بیٹھا تھا۔ اور حسن کے بائیں جانب عمیر بیٹھا تھا۔۔

نورے تو ڈاکٹر کا شی از فائن سن کر ہی ہسپتال کے پریئر روم میں شکرانے کی نفلیں ادا کرنے چلی گئیں تھیں۔۔

حسن اور عمیر آپس میں کوئی بات کر رہے تھے اور حوریہ۔۔!؟

وہ بس کچھ ہی جملے بار بار دہرا دہرا کر مرزا کے سر میں درد کر رہی تھی۔۔

"اللہ میری چوڑی تم ٹھیک تو ہو نا۔۔ کیا حال ہو گیا تمہارا۔۔ بھوک لگ رہی ہے بتاؤ۔۔ اچھا پلیز تھوڑا سا کچھ کھالو۔ اچھا پتا ہے نا آئی لوو یو۔۔ میں ہوں تمہارے ساتھ۔۔ دیکھنا ارحا بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔۔ ابھی بھی ہو گئی ہے ٹھیک۔۔ زارا بھی چھتیس ہزار بار تمہارا اور ارحا کا پوچھ چکی ہے۔۔ تم واقعی ٹھیک ہو نا۔۔؟"

اور مراحا بیچاری مظلومیت سے بس مسکرا مسکرا کر اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"میں ٹھیک ہوں میری جان تم میرے ساتھ ہو تو کیا مجھے کچھ ہو سکتا ہے تم تھیں تو میں سنبھل گئی ورنہ پتا نہیں میرا کیا ہوتا۔۔ اور بھوک نہیں ہے مجھے لیکن پھر بھی ابھی مجھے نرس کھلا ہی دیں گی کچھ کچھ نا کچھ کیونکہ انھیں میرا خون نکالنا ہے ارحا کے لئے۔۔"

اب مراحا کے تفصیلی جواب پر پہلے تو حوریہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔۔ لیکن اسکی آخری بات پر وہ کرنٹ کھا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔ (چینچی کیوں نہیں۔۔؟ معلوم نہیں۔۔ شاید زیادہ شاک سے چینیں دب جایا کرتی ہیں۔۔)

ان تینوں نے حوریہ کی جانب بیک وقت دیکھا۔۔

حسن اٹھتا ہوا اسکے پاس آیا جو مرزا کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اسنے پتا نہیں کیا کہہ دیا ہے۔۔۔ مرزا خود بھی پریشانی سے کھڑی ہو گئی تھی کہ اچانک سے کیا ہو گیا۔۔

(خیر وہ زیادہ پریشان نہیں ہو رہی کیونکہ وہ حوریہ کو اچھے سے جانتی تھی ہمیشہ کسی چھوٹی سی بات کا بتنگڑ بنانے کی عادت اسکی پیدائش تھی۔۔)

عمیر بھی اپنی جگہ بیٹھا حوریہ کو دیکھ رہا تھا۔۔

"کیا ہنس گیا ہے حوری ایسے اچھل کیوں رہی ہو۔۔"

مرزا نے ہلکی نرم آواز میں اس سے استفسار کیا۔۔

آہ کتنے وقت بعد اسکی آواز سنی تھی حسن نے آج بھی بہت خوبصورت اور ٹھہری ہوئی تھی۔۔

"تم پاگل ہو صبح سے تم نے نہ کچھ کھایا ہے اور نہ ہی کچھ پیا ہے اپنی حالت دیکھو رو رو کر تم کانٹری جیسی کمزور ہو گئی ہو اس حالت میں تم خون کی پوری ایک بوتل دوگی ارزا کو کیا مرنے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔"

حوریہ نے غصے اور خفگی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اسکو گرکھا۔۔ حسن بھی حیرت سے مرحا کی جانب دیکھنے لگا اسے تو معلوم نہیں تھا اس بابت ورنہ وہ کبھی اسے یہ کرنے نہیں دیتا۔۔۔

ابھی مرحا حوریہ کو کوئی جواب دیتی اس سے پہلے ہی عمیر اٹھ کر انکی جانب آیا پھر سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

" بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے حوری۔۔ مرحا ایسی بیوقوفی ہر گز مت کرنا ورنہ تم دونوں بہنوں کی حالت مختلف نہیں رہے گی۔۔"

عمیر کے کہنے پر حسن نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا۔۔

" نور اور ارحا کا بلڈ گروپ سیم ہے۔۔ بی پوزیٹو۔۔ میرا بھی یہی ہے میں دے دیتا ہوں خون لیکن نوح انکل یا نور ایسا بلکل نہیں کریں گے۔۔"

حسن اپنا فیصلہ سناتے ساتھ ہی بغیر ارحا کی طرف دیکھے آگے کی جانب بڑھ گیا جہاں سے نوح اور ایک نرس آتے دکھائی دے رہے تھے۔۔

پیچھے حوریہ اور عمیر آرام سے بیٹھ گئے البتہ مرزا حسن کو دیکھتی رہ گئی مطلب نہ اس سے کچھ پوچھا نہ کچھ بولا اور بس اپنی مرضی سے سب کہتے آگے بڑھ گیا۔

وہ نفی میں سر ہلاتی واپس اپنی جگہ پر حوریہ کے برابر میں بیٹھ گئی۔ اور حوریہ عمیر کو انگلی پر گنوا تی کچھ کھانے کے لیے لانے کا حکم صادر کرنے لگی جسے عمیر آنکھیں گھما گھما کر بے زاری سے سن رہا تھا۔۔۔

ابھی اس بیچارے کو ان آفتوں کو گھر بھی لے کر جانا تھا واقعی وہ بیچارہ بغیر کسی رشتے داری کے اس سب میں پس کر رہ گیا تھا۔۔۔

(خیر رشتہ تو اب میں قائم کر ہی لوں گا بس ذرا حالات کچھ بہتر ہو جائیں۔۔)

عمیر دل ہی دل میں سوچتے باہر کی جانب بڑھ گیا حوریہ کے حکم کی تعمیل کرنا لازم تھا اب تو اس کا بھائی بھی آگیا تھا۔ عمیر نے اسکو منع کر کے اپنی ٹانگیں تھوڑی ناٹڑ وانی تھیں۔

~~~~~

ارحہ کی طبیعت اور کامیاب آپریشن کے بابت دونوں گھروں میں سب کو اطلاع دے دی گئی تھی اور سب نے شکر کا سانس لیا تھا۔ ماریا کی حالت اب کچھ سنبھلی تھی ورنہ اسے شدید بخار اور کمزوری ہو رہی تھی ابھی زوبیہ اسکو نیند کی گولی کھلاتے اپنے کمرے میں آئیں تھیں۔۔ جہاں فرقان صاحب بیڈ پر لیٹے نیوز چینل دیکھنے میں مصروف تھے۔ انھیں دیکھتے ہی انھوں نے ٹی وی آف کر کے رموٹ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"بھابھی بتا رہی ہیں کہ حسن آچکا ہے اور ایئرپورٹ سے سیدھا ہاسپٹل گیا ہے گھر آنے کی زحمت نہیں کی اس نے۔۔ اسے اپنے سگوں سے زیادہ ان لوگوں کی فکر ہے۔۔ کیسا انسان ہے ہم یہاں اسکا انتظار کر رہے ہیں اس کے لئے کھانے بنا رہے ہیں دیگر انتظامات کر رہے ہیں اور اسکو کوئی پروہ ہی نہیں ہے۔۔ تھکا ہارا فلائٹ سے آنے کے باوجود وہ وہاں ہمدردی دکھانے پہنچ گیا۔ مجھے تو بہت غصہ آ رہا ہے اس وقت حسن پر۔۔"

زوبیہ بگڑے تیوروں سے کہتیں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا بیٹھیں اور اپنے ہاتھوں پر لوشن لگاتے اسے اچھی طرح سے رگڑ رگڑ کر ملنے لگیں۔۔ یوں جیسے وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔

فرقان صاحب نے انکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا وہ کسی سوچ میں گم نظر آ رہے تھے۔۔  
زوبیہ بھی انھیں نظر انداز کرتیں بیڈ کی دوسری جانب آ بیٹھیں اور کتاب اٹھالی۔۔  
ابھی انھوں نے کتاب کھولی ہی تھی کہ فرقان صاحب کی آواز انکی سماعت میں گونجی۔۔

" اس لڑکی کے حادثے سے ہمیں ایک فائدہ تو ہوا ہے۔۔ اب اسلم ایک مہینے سے پہلے حسن اور مرزا کے رشتے کے بابت کوئی موضوع نہیں چھیڑے گا۔۔ بھلا کسی دلہن کی بہن اس حالت میں ہو وہ مانے گی اپنے نکاح کے لئے۔۔ کبھی نہیں۔۔ وہ ارزا کے بہتر ہونے کا انتظار کرے گی۔۔ اور میں اسے بتاؤں گا کہ کبھی کبھی صبر اور انتظار میٹھا پھل نہیں بلکہ زندگی میں بڑے طوفان لاتے ہیں۔۔ اور پھر یہ جو ایک مہینے کا وقت ہے یہ میری بیٹی کی زندگی کے لیے ایک گولڈن چانس ہو گا۔۔"



وہ ایک شاطرانہ سی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائے زویہ کے چہرے کو جانچ رہے تھے۔۔ جو کچھ انکی باتوں سے متفق نظر آ رہیں تھیں۔۔

~~~~~

رات کے نو بج رہے تھے۔۔ ارحا کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔ مرزا حوریہ اور عمیر اپنے اپنے گھروں سے فریش ہو کر اور کپڑے وغیرہ بدل کر واپس ہسپتال آ گئے تھے۔۔ زارا کے ضد کرنے کے باوجود اسے نہیں لائے تھے۔۔ حسن خون دے چکا تھا اور اب تک وہ ارحا کی نسوں میں سرایت بھی کر رہا تھا پہلے سے اسکی طبیعت اب کافی حد تک سنبھل گئی تھی۔۔ لیکن ابھی بھی اس پر نیم بیہوشی طاری تھی۔۔ مکمل ہوش ڈاکٹرز کے مطابق اسکو ایک سے دو دن میں آئیگا۔۔

"بیٹا اب آپ لوگ جاؤ میں ہوں ارحا کے پاس اب رات ہو رہی ہے آپ لوگ صبح آ جانا صبح سے لگے ہوئے ہو تھک گئے ہو گے۔۔"

نوح ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے بولے اور پھر مرزا کے سر پر بوسہ دیا۔

ابھی کوئی انکی بات کے جواب میں نفی کرتا اس سے پہلے ہی وہ دوبارہ گویا ہوئے۔

"اور دیکھو حسن تو گھر بھی نہیں گیا بیچارہ فلائٹ سے تھک کر یہاں آیا تھا اور ہم ظالموں نے اسکا خون بھی لے لیا۔ جاو بچہ آپ لوگ آرام کرو صبح ملاقات ہوگی۔"

انکی بات پر نورے نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔ ہسپتال میں نائٹ سٹے کے لیے صرف ایک بندے کو اجازت تھی اس لئے نورے بھی نہیں رک سکتی تھیں۔

حسن خون والی بات دوبارہ نہ دہرانے کا کہتے انسے بغل گیر ہوا۔ وہ سب بھی نوح کو خدا حافظ کہتے اور کوئی بھی کام ہو تو فوراً کال کر دیں کی تاکید کرتے اپنے اپنے گھروں کی جانب روانہ ہو گئے۔

مرحانوح کی ہی گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی۔ حسن اور حوریہ کے اسرار پر بھی نورے تھکاوٹ کے باعث اسلم ولا نہیں گئیں تھیں لیکن کل آنے کا وعدہ انھوں نے کر لیا تھا۔

عمیر اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ پیچھے حوریہ حسن کے سینے سے لگی بیٹھی تھی۔۔۔ بیچارے عمیر نے پہلے حسن اور حوریہ کو گھر چھوڑنا تھا اور پھر وہاں سے ندا بیگم اور زارا کو لیتے اپنے گھر جانا تھا۔ اسکی تو ٹھیک ٹھاک خواری ہوئی تھی آج۔۔

عمیر نے گاڑی اسلم ولا کے دروازے پر روکی۔۔۔ جیسے ہی حوریہ اور حسن گاڑی سے باہر نکلے بی نے اور آسیہ بیگم نے آکر اسکے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

وہ سب اسکو خوش آمدید کہتے اندر کی جانب لے گئے لاونچ میں پہنچے تو کچھ کچھ بلون لگے ہوئے تھے۔۔۔ اور کچھ بیچارے پھٹ گئے تھے۔۔۔ حوریہ کو یاد آیا کہ اسنے بی سے کہا تھا کہ ہم یونی جا رہے ہیں آپ کچھ بلونز لگوا دے گا بھائی نے آنا ہے۔۔

اسے اچانک سے ارحاکا حادثہ یاد آیا تھا آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا مگر پھر وہ خود پر ضبط کرتی عمیر کا ہاتھ پکڑتی باہر پورچ کی جانب چل دی جہاں عمیر کی گاڑی پارک تھی۔۔۔

حسن گلے سے ہار پھول اتارتے ٹیبل پر رکھتے اسلم صاحب اور فرقان صاحب کے گلے لگ رہا تھا حوریہ کو یوں جاتے ہوئے اسے آواز دینی چاہی لیکن جب تک وہ نکل چکی تھی۔۔۔

"اسے کیا ہوا کہاں جا رہی ہے یہ۔۔"

"اسکو چھوڑو بیٹا اپنا بتاؤ گھر کی اور گھر والوں کی یاد نہیں آ رہی تھی تمہیں۔۔ ہم نے سنا ہے کہ تم کافی پہلے ہی آگئے تھے جب سے ہسپتال میں کیا کر رہے تھے تم۔۔ خیریت پوچھ کر آجاتے بس۔۔ ہم تو تمہارا انتظار کرتے کرتے تھک کر سونے والے تھے بس۔۔"

زوبیہ جو اپنے کمرے سے لاؤنچ کی جانب ہی آ رہیں تھیں حسن کے استفسار کو تقریباً نظر انداز کرتے اپنی شکایت سامنے رکھی تھی پھر سلیقے سے ایک سنگل صوفے پر بیٹھ گئیں۔۔ بی پکن میں جانے لگیں تھیں کہ حسن نے کچھ بھی کھانے سے نفی کر دی تھی باقی سب اسکا انتظار کرتے کرتے کھانا کھا چکے تھے۔۔

"ارے مجھے لگتا ہے میری تائی جان مجھ سے ناراض ہو گئیں ہیں شاید آپ بس صبح تک کا ویٹ کریں میں آپکے لئے اتنا اچھا گفٹ لایا ہوں کہ آپ ساری ناراضگی بھول جائیں گی۔۔"

حسن نے زوبیہ کی بات کو ہوا میں اڑاتے محبت سے اور کچھ مکھن لگاتے ہوئے کہا تو وہ بھی نفی میں سر ہلاتے مسکرا نے لگیں۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے منی تمہارے ساتھ کیوں مجھے گھسیٹ رہی ہو۔۔۔"

حوریہ بیچاری عمیر جیسے جوان مرد کو گاڑی تک گھسیٹے گھسیٹتے ہوئے ہانپ چکی تھی اب لمبے لمبے سانس لیتی خود کو نارمل کر رہی تھی ساتھ ہی عمیر کو اسکے بے زاری سے استفسار کرنے پر گھور بھی رہی تھی۔۔۔

"مجھے آپ سے بات کرنے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے۔۔۔ مجھے وہ کیک دیں جو میں نے بھائی کے لئے لیا تھا جلدی۔۔۔ میں نے یہاں سامنے گاڑی میں رکھا تھا اب نہیں ہے آپنے کہاں رکھا ہے دیں۔۔۔"

حوریہ گاڑی کے شیشے کی جانب اشارہ کرتے پھولے سانس کے درمیان بولتی اس سے کیک مانگنے کی جدوجہد کر رہی تھی۔۔۔

"پاگل ہو تم میں نے تو وہ ڈگی میں ڈال دیا تھا پھر حسن بھائی کا سامان بھی اسی میں رکھا تھا بھلے ہی میں نے وہ سائیڈ میں کر کے رکھا تھا لیکن پھر بھی اسکا بیڑا گرک ہو گیا ہے۔۔۔ تم رہنے دو اسے وہ اب کھانے لائق بھی نہیں ہوگا۔۔۔ اور چلو اندر۔۔۔"

عمیر کہتے ساتھ ہی اندر جانے کے لیے بڑھا ہی تھا کہ حوریہ نے اسے ایک جھٹکے سے پکڑ لیا۔۔

" آپکو کیا مسئلہ ہے وہ جیسا بھی ہو گیا ہے مجھے دے دیں آپ۔۔ میں بس بھائی کو تھوڑا سا کھلاؤں گی انھیں کیک بہت پسند ہے۔۔۔"

اسکے اسرار پر عمیر نے بھی زیادہ ضد نہیں کی اور کندھے اچکا کر اسکو ڈگی میں ڈلا الٹا ہوا کیک کا ڈبا پکڑا دیا۔۔ پھر اسکو اندر آنے کا کہتے خود بھی اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔ وہ اندر جا ہی رہا تھا کہ زارا بھاگتی ہوئی آئی اور اس سے ٹکرا گئی۔۔

" ارے میری ماں اندھی ہو کیا اب دیکھ کر تم چل بھی نہیں سکتیں۔۔ نہیں مجھے آج بتا ہی دو کیا مسئلہ کیا ہے تم دونوں کے ساتھ کیوں میرا جینا حرام کر دیتی ہو ہاں وہ مرہا وہ تو پھر بھی کچھ معصوم ہے لیکن تم دونوں اللہ معاف کرے۔۔"

عمیر جھنجھلا کر بولتے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ زارا کے ہاتھ کے پیٹ پر پڑنے والے مکے پر بلبلا تے پیچھے کی جانب ہوا۔۔ پھر تیکھے چتونوں سے اسکو گھورا۔۔

"زیادہ نا تمھیں حیر و بننے کی ضرورت نہیں ہے آئی سمجھ کوئی مجھ سے سو سال بڑے دادا ابا نہیں ہو کہ جو کہو گے تم اور میں ادب سے سن لوں گی صرف پانچ منٹ صرف پانچ منٹ بڑے ہو اور اتنے ہی رہو اپنا یہ غصہ کسی اور پر اتارنا مجھ پر اور میری دوستوں پر نہیں آئی سمجھ۔۔۔"

زارا منہ کے زاویہ بگاڑتے حوریہ کے ساتھ اندر چل دی پیچھے بیچارہ عمیر بس دیکھتا رہہ گیا اپنی بہن کی لمبی زبان۔۔۔
پھر وہ بھی مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

"بھائی دیکھیں میں نے آپکے لئے کیک لیا تھا یہ تھوڑا خراب ہو گیا لیکن کوئی بات نہیں چل جائے گا۔۔۔ چلیں اسے کٹ کریں۔۔۔"

حوریہ کیک کا پچکا ہوا ڈبا ہاتھ میں لئے حسن کو مخاطب کئے کہہ رہی تھی ساتھ ہی اس ڈبے کو درست کرنے کی اور کھولنے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔۔۔

"تھوڑا سا خراب۔۔۔ ہاہا۔۔۔!"

حسبِ عادت عمیر نے اسکی بات پر لقمہ دیا تھا جسے سب نظر انداز کر کے کیک کی جانب متوجہ ہو گئے۔

حوریہ نے کیک لا کر حسن کے سامنے رکھی ٹیبل پر رکھا زارا بھی بھاگتے ہوئے کچن سے چھری لے آئی تھی۔

بیچارے کیک کا واقعی بہت برا حال تھا اس میں کچھ کاٹنے لائق موجود تو نہ رہا تھا مگر کیا کریں رسم تھی۔۔ جو پوری کرنی تھی۔!

حسن نے محبت سے حوریہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر چھری تھام کر کیک کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔ مگر پھر وہ رک گیا۔

"ماریا کہاں ہے تائی جان نظر نہیں آرہی۔۔"

حسن کے استفسار پر جہاں زوبیہ بیگم اور فرقان صاحب نے ایک دوسرے کی جانب سنجیدگی سے دیکھا وہیں اسلم صاحب نے غیر آرام دہ سا پہلو بدلا البتہ آسیہ بیگم اور ندا بیگم کو ان سب کی شکلیں دیکھ کر کچھ ٹھنکا تھا مگر وہ خاموش رہیں۔۔ بی بھی زوبیہ کی جانب تجسس سے

دیکھ رہیں تھیں جو جواب دینے کے بجائے بس کبھی فرقان صاحب کو دیکھتیں تو کبھی اسلم صاحب کو۔۔۔

اور حوریہ اور زارا تو منہ بناتے حسن کے کیک کاٹنے کا انتظار کر رہی تھیں وہ بہت تھک گئیں تھیں سونا بھی تو تھا مگر بھائی اتنی دیر کر رہے تھے۔۔

عمیر بھی ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسائے ایک ایک کے چہرے کو جانچ رہا تھا۔۔ یوں جیسے پولیس والا ہو۔۔۔

"ارے کیا ہو گیا ہے سب کو مراقبہ میں کیوں چلے گئے ہیں بھئی اتنا مشکل سوال بھی نہیں کیا میں نے۔۔"

اب کے حسن کو بھی کچھ عجیب لگا تھا لیکن اسنے نظر انداز کرتے اپنا سوال دہرایا۔۔

"ہاں بیٹا کچھ نہیں ہوا ماریا کو وہ سو گئی ہے اسکو ہلکا سا بخار ہو رہا تھا بس اسی لئے تم صبح مل لینا اس سے ابھی کیک تو کاٹ لو۔۔"

حسن بھی ان سب سے کل سب کچھ کھانے پینے کا وعدہ کرتے اپنے کمرے میں چل دیا
حوریہ بھی بمشکل اپنی آنکھیں کھولے سب کو شب بخیر کہتے اپنے کمرے میں جاتے ہی سو گئی
تھی۔۔۔ باقی سب بھی اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے رات کافی ہو گئی تھی اور آج کا دن
سب کو ہی تھکا گیا تھا۔۔۔

چھبیس دسمبر کی اس ٹھنڈی رات کے تین بجے کے قریب حیدرآباد کے اس چھوٹے سے سفید پینٹ ہوئے گھر میں اس وقت کسی کے ہلکے ہلکے گنگنانے کی مدھم سی آواز گونج رہی تھی۔۔ یہاں ہر جانب اندھیرا تھا تین کمروں کا یہ مختصر سا گھر اس وقت اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا سوائے ایک زیرو ہرے رنگ کے بلب کے علاوہ وہاں کچھ نہیں تھا جو زرا سی روشنی کرتا۔۔ اور اس بلب کی روشنی بھی نہ ہونے کے برابر تھی۔۔ نہایت غور و فکر کے بعد معلوم ہوتا کہ وہ آوازیں بیچ میں بنے چھوٹے سے لاؤنچ کی جانب سے آرہی ہیں۔۔!!

کچھ ایسی ہی آوازیں اس گلابی رنگ کے پینٹ ہوئے فلیٹ کے اندرونی کمرے سے بھی آ رہی تھیں۔۔ مگر یہ آواز کچھ مختلف تھی شاید۔۔ یا نہیں۔۔ مگر انداز ایک ہی تھا۔۔

اس چھوٹے لاؤنچ میں نگاہ ڈالو یا اس اندرونی گھٹے ہوئے کمرے میں دونوں کا منظر ایک دوسرے سے زیادہ مختلف نہ تھا۔۔

زمین پر دیکھو تو گرم لہو جیسا سیال نظر آئے گا۔۔

لہو جیسا۔۔؟

نہیں لہو جیسا نہیں بلکہ وہ لہو ہی تھا۔ وہ سرخ خون ہی تو تھا جو زمین پر بہتا چلا جا رہا تھا اس کمرے میں بھی اور اس لاؤنچ میں بھی۔ اس لہو کہ چھینٹے گلابی اور سفید دیواروں پر بھی کئی جگہ موجود تھے۔

اب زرا اس بہتے سیال کا سرا ڈھونڈتے ہیں۔!

تھوڑا ہی پاس چل کر جاو تو گنگنانے کی آواز مزید قریب آتے جائے گی اور سماعتوں سے ٹکراتے جائے گی۔

اور اب اگر سامنے کا منظر جو بھی دیکھے گا وہ اسکی روح فلاح کرنے کے لئے کافی ہو گا۔

سامنے ہی دو لڑکیاں ایک اس کمرے میں اور دوسری اس لاؤنچ میں چت پڑیں تھیں انکے سر سے انکی گردن سے انکے جسم کے ہر حصے سے خون رس رہا تھا۔

سرخ سیاہ۔ سیال۔۔۔!!

ان لڑکیوں کی گردن میں کوئی دھار نما چیز ڈالی گئی تھی زرا آگے جا کر دیکھو تو معلوم ہو کہ

وہ

گلاب تھا سیاہ مرجھایا ہوا پرانا گلاب۔۔ جسکی ڈنڈی مضبوط کانٹے دار خاردار سی ان لڑکیوں کی ملائم گردن میں گھسی ہوئی تھی۔۔ انکی آنکھوں میں دیکھو تو دل دہل جائے۔۔ بے دردی سے انکی آنکھوں میں سراخ کر کے انکو پھوڑ دیا گیا تھا جہاں سے خون ابل ابل کر بہہ رہا تھا۔۔۔ یقیناً وہی گلاب جو انکی گردن میں گھوپا گیا تھا اسی سے انکی آنکھیں پھوڑی گئیں تھیں۔۔

اور وہ شخص جو یہاں سیاہ لباس میں موجود تھا ان لڑکیوں کے سرہانے اپنے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے چت لیٹا چھت کو گھور رہا تھا وہ گنگنا بھی رہا تھا۔۔ اسکا چہرہ کسی سیاہ ہی کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔۔ صرف آنکھیں بے پردہ تھیں۔۔ یہ ویسی ہی تو آنکھیں تھیں۔۔ وحشی۔۔ بے رحم اور ہیش گرے آنکھیں۔۔!

وہ لیٹے لیٹے گنگناتے ہوئے کمرے میں اپنا دایاں پیر ہلا رہا تھا۔۔

پھر لاؤنچ میں لیٹے گنگناتے ہوئے اپنا بایاں پیر ہلا رہا تھا۔۔

زیادہ غور کرو گے تو معلوم ہو گا کہ وہ بس

ہمممم۔۔ہمممم۔۔ہمم۔

نہیں گنگنا رہا بلکہ وہ نہایت ہلکی آواز میں کوئی انگریزی سطر دہرا رہا تھا یوں جیسے کوئی گانا گا رہا ہو۔۔۔

کچھ دیر یونہی پڑے رہنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھا اور ان گلاب کو لڑکیوں کی گردن میں ہی چھوڑتے انکے بالوں پر جعلی محبت سے اپنا کھر درا ہاتھ پھیرتے باہر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ مگر پھر رکا ایک لمحے کو ان لڑکیوں کی جانب دیکھا پھر اپنے منہ پر لگا وہ کپڑا جس نے اسکے چہرے کو ڈھانپا ہوا تھا نیچے تھوڑی پر کیا اور پھر ایک اور بار وہی سطر دوبارہ دہرائی۔۔ آواز ابھی بھی مدہم اور سُر جیسی تھی۔۔

(All that glitters is not gold)!!!! ہممم۔۔۔

اسکی آواز میں ایسی سختی ایسی کاٹ ایسی درندگی تھی کہ سنے والے کی ہمت جواب دے جائے۔۔ اس کے چہرے پر اگر اب زرا غور کیا جائے تو وہ ہیش گرے آنکھوں کا مالک

خوبصورت تھا۔۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے جانا پہچانا ہو۔۔ بلکل کسی بزنس مین کی طرح کا شاید۔۔ یا نہیں۔۔۔؟؟!!

سٹر دوہراتے ہی وہ اپنے منہ پر کپڑا درست کرتے آگے کی جانب بڑھ گیا پیچھے بس ان معصوم لڑکیوں کا خون میں لت اور روح کو زخمی کر دینا والا وجود باقی رہ گیا۔۔۔

فلیٹ اور گھر کے کمرے اور لاؤنچ کی درو دیوار گواہ تھیں ان معصوموں کی چیخ و پکار کی اور شدید اذیت ناک قتل کئے جانے کی۔۔!

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ۔۔:

"جب قیامت قریب ہوگی تو مرنے والا اور مارنے والا دونوں جہنمی ہوں گے۔۔!"

اس بات سے یہ مطلب اخذ ہوتا ہے کہ مارنے والا تو ہوتا ہی ہے گناہگار لیکن لوگ یہ بات اتنے وثوق سے کیسے کہہ دیتے ہیں کہ مرنے والا بالکل بے قصور تھا۔ کیا معلوم اسنے بھی کوئی گناہ کیا ہو۔۔ کیا معلوم اسکی موت بھی اسکے گناہ کا انجام ہو۔۔!!

ہر مرنے والے کی تحقیق کرنے سے پہلے یہ نہیں کہہ دینا چاہیے کہ ساری غلطی تو قاتل کی ہے مقتول بیچارہ تو مر گیا اسکا کیا قصور۔۔۔ کیا معلوم کہ وہ اپنے کسی قصور کی وجہ سے ہی مارا گیا ہو۔۔۔!!!

(ہاں۔۔ سہی سمجھے آپ لوگ۔۔ یہاں ان دو مقتول لڑکیوں کی بھی کچھ غلطیاں اور گناہ تھے۔۔ لیکن پھر بھی اتنی بھیانک موت تو کوئی زی روح بھی ڈیزرو نہیں کرتا۔۔ یہاں تو پھر انسانی معاملات ہیں۔۔!)

~~~~~

جاری ہے